حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری

شاندار استقبال اور پُرشوکت جلوس

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق پہلے یہ اطلاع پہنچی تھی۔ کہ حضور ۲۸؍ کو ۔۔۔ سے چلکر بغیر کسی جگہ رستہ میں قیام فرمانے کے ۳۰؍ ستمبر دس بجے کی گاڑی سے قادیان رونق افروز ہونگے۔ اس اطلاع کے مطابق حضور کے استقبال اور جلوس کا انتظام ۳۰؍ ستمبر کو کیا گیا۔ اور مردوں اور خواتین کی ایک کثیر تعداد سٹیشن پر پہنچ گئی۔ لیکن دس بجے کے قریب سٹیشن ماسٹر صاحب کو بٹالہ سے اطلاع موصول ہوئی کہ سیالکوٹ سے آنے والے آدمیوں سے معلوم ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ۹؍ ستمبر جموں سے روانہ نہیں ہوئے۔ اس اطلاع سے بیدلی سی تو پیدا ہو گئی۔ اور لوگ آہستہ آہستہ واپس ہونے لگے۔ لیکن ایک بہت بڑی تعداد گاڑی کے آنے تک منتظر رہی۔ آخر جب گاڑی آگئی۔ اور لوگوں کو اچھی طرح یقین ہوگیا کہ جو خبر پہلے پہنچ چکی ہے۔ وہی درست ہے تو واپس آگئے بات یہ ہوئی کہ حضور کے قافلہ کی لاریاں وقت پر جموں نہ پہنچ سکیں۔ اور حضور ۲۹؍ کو وہاں سے روانہ نہ ہو سکے۔ بلکہ ۳۰؍ کو روانہ ہوئے۔

حضور کے استقبال اور جلوس کا انتظام لوکل انجمن کے سپرد تھا جس نے سٹیشن سے لیکر احمدیہ چوک تک راستہ جھنڈیوں سے آراستہ کر دیا۔ کئی مقامات پر دروازے بنا کر ان پر خوشنما قطعات عربی۔ اردو لگا دیئے۔ راستہ پر پانی چھڑکنے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ جسکی وجہ سے گرد کسی حد تک کم اُڑی۔ جلوس کو باقاعدہ اور منتظم رکھنے کے لئے بہت سے اصحاب کے ذمہ مختلف فرائض لگائے گئے۔

یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء گاڑی پہنچنے سے قبل بہت بڑا مجمع سٹیشن پر جمع ہوگیا۔ بعض اردگرد کے دیہات کے اصحاب بھی پہنچے ہوئے تھے۔ ساڑھے دس بجے جب گاڑی سٹیشن میں داخل ہوئی۔ تو نعرہائے تکبیر سے اس کا استقبال کیا گیا۔ حضور اُترے تو اس وقت بھی نعرے لگائے گئے۔ پلیٹ فارم پر حضرت مولوی شیر علی صاحب نے پھولوں کا ہار حضور کے گلے میں ڈالا۔ اور مصافحہ کیا۔ ان کے علاوہ اور بھی کچھ لوگوں کو پلیٹ فارم پر کھڑے ہونے کی اجازت دیگئی تھی۔ مگر مصافحہ کرنیکی نہ تھی۔ اس لئے کوئی اور مصافحہ نہ کرسکا۔ تھوڑی دیر جلوس ترتیب دینے میں لگی۔ اس اثنا میں حضور سٹیشن پر احباب کی دو رویہ قطار میں رونق افروز رہے۔ جب منتظمین نے انتظام مکمل ہوجانیکی اطلاع دی۔ تو حضور روانہ ہوئے۔ حضور کو مجمع کے ریلے سے بچانے اور ایک انتظام قائم رکھنے کیلئے چند نوجوانوں کا ایک حلقہ مقرر کیا گیا تھا۔ جو سٹیشن سے لیکر احمدیہ چوک تک قائم رہا۔

راستہ میں مختلف گروپ جنکے ساتھ رنگین پارچات پر چسپاں شدہ قطعات تھے مختلف اشعار خوش الحانی سے پڑھتے نعرہائے تکبیر بلند کرتے۔ غلام احمد کی جے۔ امیر المومنین زندہ باد کے نعرے لگاتے آئے۔ اس طرح یہ شاندار جلوس احمدیہ چوک تک بڑی شان و شوکت کیساتھ ساڑھے گیارہ بجے پہنچا۔ راستہ میں جب حضور محلہ دار الفضل کے پاس پہنچے تو اہل محلہ کی درخواست پر حضور اس قطعہ زمین میں تشریف لے گئے جو مسجد کے لئے تجویز ہوا ہے۔ اور جو جلوس کے تجویز کردہ راستہ کے پاس ہی تھا۔ اور اسجگہ کی آبادی کے لئے دعا کرائی گئی تمام مجمع نے بھی دعا کی۔

احمدیہ چوک میں سامنے کے لئے سائبان لگاکر حضور سے احباب کے مصافحہ کا انتظام کیا گیا تھا حضور سے ایک کرسی پر تشریف رکھنے کی درخواست کی گئی ۔ جو حضور نے منظور فرمائی ۔ اور نہایت باقاعدگی کے ساتھ منتظمین نے مصافحہ کرانا شروع کیا ۔ جو ۱۲ ۔ بجے کے بعد ختم ہوا ۔ اور حضور مسجد مبارک میں دوگانہ پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے ۔

انجمن اسلامیہ قادیان کی طرف سے بھی استقبال کیا گیا ۔ اس کے ایک نمائندہ میاں امام دین صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا ۔ یہ پارٹی بھی اخیر تک جلوس میں شامل ہو کر نظمیں پڑھتی اور نعرے بلند کرتی رہی ۔ اور حضور سے مصافحہ کرنے کے بعد رخصت ہوئی ۔ اس طرح یہ جلوس اختتام پذیر ہوا ۔ نماز عصر کے بعد ہائی سکول کی گراؤنڈ میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا ۔ جس میں لوکل انجمن کی طرف سے ایڈریس پیش کیا گیا ۔ جو مکرم شیخ یعقوب علی صاحب پریذیڈنٹ انجمن نے پڑھا ۔ جس میں حضور سے جماعت کی عقیدت اور اخلاص کا اظہار کرنے کے بعد حادثہ ذبیح کا ذکر کیا ۔ اس کے جواب میں حضور نے تقریر فرمائی ۔ اپنے خدام کا شکریہ ادا کرنے کے بعد حضور نے ذبیح کے معاملہ پر روشنی ڈالی ۔ اگرچہ مغرب کا وقت ہو جانے کی وجہ سے تقریر مختصر ہوئی لیکن اس کا ایک ایک لفظ جماعت میں زندگی اور قوت عمل پھونکنے والا تھا ۔ یہ تقریر انشاء اللہ اگلے پرچہ میں درج کی جائیگی ۔

راولپنڈی میں غیر مبایعین کے "شاندار جلسہ" کی رُوداد

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک و مطہر ذریت اور آپ کے اہل بیت کے ناکام و نامراد دشمن یعنی غیر مبایعین کو آتش حسد و بغض جلا کر خاکِ سیاہ کر رہی ہے ۔ اس لئے یہ لوگ شرارت اور فتنہ پردازی سے باز نہیں آتے ۔ چنانچہ غیر مبایعین راولپنڈی نے حال ہی میں "ایک شاندار اسلامی جلسہ" ۲۸ - ۲۹ - ستمبر ۱۹۲۹ء کو منعقد کرنا تجویز کیا ۔ اس کا پروگرام از اول تا آخر جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام پر سب و شتم کرنے کے بغیر اور کچھ نہ تھا ۔ اس "شاندار اسلامی جلسہ" کی حقیقت الم نشرح کرنے کی غرض سے ہم نے ضروری سمجھا ۔ کہ بذریعہ پوسٹر پبلک کو اصل حقیقت سے آگاہ کر دیا جائے ۔ چنانچہ علاوہ پوسٹر ہماری طرف سے ذیل کے عنوانات پر ٹریکٹ بھی شائع کئے گئے ۔ اور بفضل تعالیٰ ان لوگوں کا صحیح نقشہ کھینچ کر رکھ دیا گیا ۔

(۱) غیر مبایعین کے عقائد باطلہ (۲) غیر مبایعین کی دروغ بافیاں (۳) مولوی محمد علی صاحب کی تصنیف (۴) رد تکفیر کے ڈھول کا پول (۵) مولوی محمد علی صاحب کی دو رنگی دربارہ نبوت (۶) غیر مبایعین کا اتحاد سوز رویہ

غیر مبایعین بزعم خود حضرت محمودؓ کی مخالفت میں ہی اپنی کامیابی سمجھتے ہیں ۔ اور خیال کرتے ہیں ۔ کہ اس طرح وہ پبلک کو دھوکا میں ڈال کر اس کی ہمدردی حاصل کر لیں گے ۔ مگر اس دفعہ غیر مبایعین راولپنڈی کے مجوزہ "شاندار اسلامی جلسہ" کی شاندار ناکامی نے اُن پر ظاہر کر دیا ۔ کہ "خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم" ایسا ہی تلخ تجربہ یہ لوگ اس سے پیشتر بھی کر چکے ہیں ۔ جبکہ مولوی یعقوب خان صاحب کو لیکچر کے لئے بلایا گیا تھا ۔ اور بوجہ پبلک کی "قدر ناشناسی" وہ بے چارے اپنا سا منہ لیکر بغیر تقریر کرنے کے واپس تشریف لے گئے تھے ۔ کاش یہ لوگ ان واقعات سے عبرت حاصل کرتے ۔ مگر بے چارے مقتضائے طبیعت سے مجبور ہیں ۔ اور ہزار دفعہ منہ کی کھانے کے بعد بھی نصیحت نہیں پکڑتے ۔

پہلے روز شام کے چار بجے کے بعد اس "شاندار اسلامی جلسہ" کا افتتاح زیر صدارت غلام حیدر صاحب اسسٹنٹ صدر غیر مبایعین ہوا ۔ سوائے بعض غیر مبایعین اور معدودے چند عام لوگوں کے شہر کے معززین اس "شاندار اسلامی جلسہ" کی شرکت سے محروم رہے ۔ مدثر شاہ صاحب نے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے "دعویٰ مجددیت" کو دبے الفاظ میں پیش کیا ۔ اور اس طرح اس "شاندار اسلامی جلسہ" کا پہلا اجلاس بڑی شان کے ساتھ اختتام پذیر ہوا ۔

رات کو دوسرا اجلاس تھا ۔ رات کے بارہ بجے تک گیس کی روشنی سے جلسہ گاہ خوب جگمگاتی رہی ۔ لیکن پبلک نے کمال استغنا اس سے استفادہ حاصل نہ کیا ۔ بہر حال اس "شاندار اسلامی جلسہ" کا دوسرا اجلاس بھی نہایت تزک و احتشام سے اس طرح انجام پذیر ہوا ۔

دوسرے دن ماشاء اللہ بیش از پیش کامیابی ہوئی ۔ اور اس "شاندار اسلامی جلسہ" کی شاندار ناکامی کو چار چاند لگ گئے ۔ سارا دن جلسہ گاہ آراستہ و پیراستہ چشم براہ رہی ۔ لیکن ایک یا دوسری وجہ سے پبلک نے بے اعتنائی سے کام لیا ۔ تاہم اس "شاندار اسلامی جلسہ" کی دوسرے روز کی کارروائی بھی اس کی شاندار کامیابی پر دال ہے ۔

غیر مبایعین پر یہ امر آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہو گیا ۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی مخالفت جسے وہ کلید کامیابی خیال کرتے تھے ۔ ان کے لئے "سم قاتل" کا حکم رکھتی ہے ۔ ان کے "شاندار اسلامی جلسہ" کی ناکامی سے ان کی جو ذلت و رسوائی ہوئی ہے ۔ یہ سب حق کی مخالفت کا نتیجہ ہے ۔ پروگرام کو نظر انداز کرنے کی وجہ یہ ہوئی ۔ کہ پبلک کے سمجھدار طبقہ پر ان کی ابلہ فریبیاں ظاہر و باہر ہو چکی ہیں ۔ اور وہ ان سے علی الاعلان بیزاری کا اظہار کرتے ہیں ۔ اور اگر یہ لوگ حسب پروگرام ہمارے خلاف بیہودہ سرائی کرتے ۔ تو بفضلہ تعالیٰ ان کو چھٹی کا دودھ یاد آ جاتا ۔ اور ایسی منہ کی کھاتے ۔ کہ ان کو میدان سے بھاگنے کے بغیر چارہ نہ ہوتا ۔

مولوی اعجاز احمد صاحب نائب سکرٹری تبلیغ الاسلام و امام مسجد صدر راولپنڈی نے ایک پبلک جلسہ میں ان لوگوں کی منافقت اور دھوکہ دہی کو اس طرح آشکارا کر دیا ۔ کہ عام لوگ ان کو بھیڑ کے لباس میں بھیڑیے تصور کرنے لگ گئے ۔ نیز ہماری طرف سے جو آٹھ مختلف ٹریکٹ شائع ہوئے ۔ اُن سے ان کی قلعی ایسی کھل گئی ۔ گویا حقیقتِ حال پبلک پر منکشف ہو گئی ۔ اور ان حاسدانِ بداندیش و دشمنانِ بدکیش کے حصہ میں بجز مایوسی ۔ ناکامی و نامرادی اور حرماں نصیبی کے کچھ نہ آیا ۔

خاکسار ۔ ملک عزیز احمد عفا اللہ عنہ وائس پریذیڈنٹ شبان الاحمدیین راولپنڈی

جناب مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر کراچی میں

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر مورخہ ۲۲ر ستمبر ۱۹۲۹ء کو تھیوسوفیکل ہال کراچی میں مسٹر این ۔ ڈی ملک ایک ہندو رئیس کی صدارت میں ہوا مضمون یہ تھا ۔

My Experiences about American spiritual Life

لیکچر انگریزی میں دیا گیا ۔ سامعین میں ہندو ۔ عیسائی ۔ غیر احمدی وغیرہ ہر فرقہ کے لوگ شامل تھے لیکچر نہایت کامیاب ہوا ۔ الحمد للہ ۔

عاجز الہ داد احمدی جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ کراچی

الفضل کا بے وجہ بیرنگ ہونا

ہمیں ڈاک خانہ سمندری (لائل پور) کے ایک خریدار الفضل نے یہ اطلاع دی ہے ۔ کہ نہ صرف ان کے نام کا بلکہ بعض اور دوستوں کے پرچہائے الفضل ڈاک خانہ سمندری سے بیرنگ کر دئے گئے ہیں ۔ وجہ یہ کہ ان پر رجسٹرڈ نمبر لکھا یا چٹ لگی ہے ۔ ہم نہیں سمجھ سکے ۔ کہ بیرنگ کر دینے کے لئے یہ کیا وجہ ہے ۔ ہم نے افسران بالا محکمہ ڈاک کو توجہ دلائی ہے ۔ جن جن احباب کو الفضل بیرنگ پہونچا ہو ۔ وہ محفوظ رکھیں ۔ تا تفتیش کے وقت دکھا سکیں ۔ اور آئندہ ۔ اگر بیرنگ ہو ۔ تو وصول نہ کریں ۔ بلکہ انکاری واپس کر دیں ۔ تاہم اس پر نوٹس لیکر محصول واپس لے سکیں ۔ اور عملہ محکمہ ڈاک سے ایسی بے قاعدگی نہ ہو ۔ معلوم ہوتا ہے ۔ انہیں کسی سرکلر کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے ۔ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں ۔ الفضل کے دفتر سے ترسیل اخبار میں کوئی خلاف قاعدہ بات نہیں ہوئی ۔

وی پی آرہے ہیں

الفضل ان احباب کرام کے نام وی پی روانہ ہوگا ۔ جن کا چندہ سالانہ ۱۵ ۔ ستمبر سے ۱۵ ۔ اکتوبر تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے ۔ مجھے اُمید ہے ۔ کہ یہ وی پی نہایت خوش دلی سے وصول کرنے جائیں گے ۔ انکاری وی پی کرنے والوں کے نام سے تا وصولی چندہ الفضل بند رہے گا ۔

(منیجر الفضل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۴ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

دیانندیوں کی شرمناک چال

مسلمانوں کے اتحاد میں رخنہ اندازی کی ناپاک کوشش

باعث ننگ و عار انسان

وُہ دیانندی جن کے ہتھے قانون شکنی کیلئے ایسے دیہاتی سکھ چڑھ گئے۔ جنہوں نے پولیس کی موجودگی میں مذبح قادیان گرا دیا۔ ان کے لئے کسی ایسے بے غیرت اور بے حمیت شخص کو تابو میں کر لینا کونسی مشکل بات ہے۔ جو کہلاتا تو مسلمان ہو۔ لیکن اپنی ایک ایک حرکت کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے باعث صد ننگ و عار ہو۔ جب ایسے لوگ موجود ہیں جو دیانندیوں کے پھندے میں پھنس کر علے الاعلان نہ صرف اسلام سے علیحدگی اختیار کر بیٹھے ہیں۔ بلکہ سٹیجوں پر کھڑے ہو کر اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پاک میں بدزبانی اور فحش گوئی سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ تو یہ کونسی بڑی بات ہے۔ اگر دیانندی کسی "ناظم انجمن شباب المسلمین" کیطرف سے ہمارے خلاف بدکلامی اور بے ہودہ گوئی کا پلندہ شایع کر دیں۔

حال میں "مسلمانو! مرزائیوں کے فریب میں نہ آنا" کے نام سے ایک مضمون "ناظم انجمن شباب المسلمین بٹالہ" کی طرف سے "ملاپ" ۲۷ر ستمبر اور "گورو گھنٹال" ۲ر اکتوبر) نے شایع کیا ہے۔ جس میں یہ کوشش کی گئی ہے۔ کہ مسلمانوں کے اس اتحاد میں جو انہوں نے اپنے حق گاؤ کشی کی حفاظت کی خاطر ظاہر کیا ہے۔ رخنہ اندازی کی جائے۔ اور عقائد کے اختلافات پیش کر کے یہ سعی کی گئی ہے۔ کہ مسلمانوں کو ان کے کسی متفقہ اور متحدہ معاملہ میں بھی متحد نہ ہونے دیا جائے۔

شرمناک چال کی حقیقت

اس شرمناک چال کی حقیقت تو اسی سے ظاہر ہے۔ کہ ناظم انجمن شباب المسلمین کو "ملاپ" اور "گورو گھنٹال" کے سوا اور کوئی اپنا ہمنوا نہ ملا۔ اور اس طرح اسے اسلام اور مسلمانوں کے بدترین مخالفوں کی پناہ لینی پڑی۔ لیکن جس رنگ میں یہ چال چلی گئی ہے۔ وُہ بھی نہایت بھونڈی ہے۔ اور بیک نظر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کرایہ کا ٹٹو بھی اپنے کرایہ کا حق ادا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔

"گورو گھنٹال" اور "ملاپ" کی مسلم آزاریاں

یہ دونوں اخبار وُہ ہیں۔ جن کا ایک ایک پرچہ مسلمانوں کی تحقیر و تذلیل اور ان کی دل آزاری اور ایذا رسانی کے سو سو نشتر اور وُہ بھی زہر میں بجھے ہوئے اپنے ترکش میں رکھتا ہے۔ بالکل تازہ پرچوں کے ایک

ایک دو اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

"گورو گھنٹال" (۲۱ستمبر) لکھتا ہے:۔

"پہلے جب کوئی نوجوان ہندو کسی مسلمان لڑکی کے ساتھ تعلق پیدا کرتا تھا۔ تو وُہ مسلمان ہو جاتا تھا۔ مگر اب ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ کوشش یہ کی جاتی ہے۔ کہ مسلمان لڑکی کو ہی ہندو بنا لیا جائے۔ لیکن مسلمان یہ گوارا نہیں کر سکتے۔ اور نوبت مقدمہ بازی تک پہنچ جاتی ہے۔ ہر ایک ہندو کو ایسے بدقسمت ہندو نوجوانوں کی مدد کرنی چاہیئے"

ان الفاظ میں جس قدر مسلمانوں کی دل آزاری اور غنڈے ہندوؤں کی حمایت کی گئی ہے۔ اس کے متعلق کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ یہی اخبار اپنے اسی پرچہ میں مسلمانان ہند کی نہایت ہی واجب التعظیم اور قابل اعزاز ہستی حضور نظام حیدرآباد دکن کے متعلق لکھتا ہے:۔

"حیدرآباد وُہ بدقسمت ریاست ہے۔ جس کی آبادی تو زیادہ تر ہندو ہے۔ مگر حکومت مدت سے ایک متعصب اور تنگ دل مسلمان خاندان میں چلی آتی ہے۔ اور آج کل تو اس خالص ہندو ریاست پر جو شخص حکمران ہے وہ پرلے درجے کا تنگ دل، متعصب اور لالچی واقع ہوا ہے۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا۔ کہ ہندو وزیر اعظم کو اس کے عہدے سے الگ کر دیا۔ اس کے بعد اس کے حوصلے اور بڑھے۔ اور وُہ گورنمنٹ سے بھی ابھنے کی حماقت کرنے لگا۔ خیر اس حماقت کا تو اسے بہت جلد صلہ مل گیا"

اور تو اور اسی پرچہ میں جس میں "ناظم صاحب شباب المسلمین" کا مضمون درج کیا گیا ہے۔ لکھا ہے:۔

"کاش مسلمان اب بھی معقولیت سے کام لیں اور اپنے نامعقول طرز عمل سے ہندوستان کی آزادی کی راہ میں رُکاوٹ نہ ثابت ہوں"

گویا وُہ اخبار جو ہندوستان کے تمام مسلمانوں کے طرز عمل کو نامعقول قرار دے رہا ہے اس سے بڑھ کر مسلمانوں کا خیر خواہ "ناظم صاحب شباب المسلمین" کے نزدیک اور کوئی ہے ہی نہیں۔

دوسرے اخبار "ملاپ" کا مسلمانوں کے متعلق جو رویہ ہے۔ اس کا اندازہ لگانے کے لئے بھی اسی پرچہ سے جس میں شباب صاحب کا مضمون درج کیا گیا ہے حسب ذیل فقرے پیش کئے جاتے ہیں:

"ہندوستان کے مسلمانوں کو اگر کوئی بات خراب کر رہی ہے۔ تو وُہ غیر ممالک کے خواب ہیں "مسلمانوں کے دماغ سے فرقہ پرستی کا وہم نہیں نکل سکتا۔"

(ملاپ ۲۷ر ستمبر)

جن اخبارات کی مسلمانوں کے متعلق یہ روش ہو۔ ان سے اس قسم کی توقع رکھنا۔ کہ وُہ مسلمانوں کے فائدہ کی کوئی بات کر سکتے ہیں۔ اور انہیں اپنا پشت و پناہ قرار دے کر متحدہ اسلامی حقوق کے خلاف آواز اٹھانا اس قدر بے شرمی اور کمینگی ہے۔ جو ایک قوم فروش اور ملت کش کے سوا کسی سے سرزد نہیں ہو سکتی۔

دیانندیوں اور سکھوں کی ہم نوائی

اس مضمون کے ابتدا میں بعض ایسے امور کا ذکر کر کے جن میں احمدیوں اور غیر احمدیوں میں اختلاف ہے۔ عام مسلمانوں کو یہ تحریک کی گئی ہے۔ کہ انہیں ذبیحہ گائے کے مطالبہ میں احمدیوں کی تائید نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ سکھوں اور دیانندیوں کا ساتھ دے کر اس مطالبہ کی مخالفت کرنی چاہئے۔ اس کے متعلق ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کیا ناظم اور اس کے تمام "شباب" نے سکھوں اور دیانندیوں کے مذہبی عقائد اختیار کر لئے ہیں کہاں سے تو وُہ ذبیحہ گائے کے خلاف آواز اٹھانے کے لئے اتحاد کر سکتے ہیں۔ لیکن ذبیحہ گائے کا حق حاصل کرنے کے لئے احمدیوں کے ساتھ وُہ متحد نہیں ہو سکتے۔ اگر "انجمن شباب المسلمین بٹالہ" کے وہی عقائد ہیں۔ جو سکھوں یا دیانندیوں کے ہیں۔ تو پھر ان کا حق ہے۔ کہ مسلمانوں کے ایک متحدہ مطالبہ میں جس کا اندرونی عقائد سے کوئی تعلق نہیں۔ ساتھ نہ دیں۔ بلکہ اپنے ہم عقیدہ لوگوں کی ہاں میں ہاں ملائیں۔ مگر دُوسرے مسلمانوں کو اپنا ہمنوا بنانے کا حق انہیں اس صورت میں بھی نہیں پہونچتا۔ لیکن بے غیرتی اور بے حمیتی کی انتہا دیکھو کہلاتے تو یہ "شباب المسلمین" ہیں۔ لیکن حمایت ان لوگوں کی کر رہے ہیں جو نہ صرف مسلمین کے بدخواہ بلکہ اسلام کے نام تک سے متنفر اور بیزار ہیں۔

بہت دُور کی سُوجھی

ناظم صاحب نے اس درد سے بےتاب ہو کر جوان کے سینہ میں مسلمانوں کے متعلق پایا جاتا ہے۔ اور جس سے بےتاب ہو کر انہوں نے "ملاپ" اور "گورو گھنٹال" کی دہلیز پر جانا باعث فخر سمجھا۔ لکھا ہے:۔

"بوچڑ خانہ کی آڑ میں یہ مرزائی تم کو سکھوں سے لڑانا چاہتے ہیں جس سے ان کی یہ غرض ہے۔ کہ جس گاؤں میں سکھ زیادہ ہوں۔ وہ مسلمانوں کو تنگ کرینگے۔ جب مسلمان تنگ ہو کر مرزائیوں سے شکایت کریں گے تو وُہ ان کو ہجرت کرنے کا مشورہ دیں گے۔ جو مسلمان ان کے مشورے سے قادیان میں آبسیں گے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ وُہ مرزائیوں کے دست نگر ہوں گے"

معلوم ہوتا ہے۔ ایسے موقعہ کے لئے ہی اندھے کو اندھیرے میں "بہت دُور کی سُوجھی" کی مثل وضع کی گئی ہے۔ کسی غیر احمدی کو قادیان ہجرت کر کے آنے کا مشورہ دینا تو الگ رہا۔ ہم تو احمدیوں سے بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ وہی لوگ ہجرت کر کے آئیں۔ جو اپنے معاش کا پورا انتظام رکھتے ہوں اور انہیں کسی کا دست نگر نہ ہونا پڑے۔ چنانچہ ذمہ وار کارکنوں کی طرف سے کئی دفعہ اس قسم کے اعلان اخبارات میں شایع ہو چکے ہیں۔ ایسی حالت میں یہ بات کہ قادیان میں بوچڑ خانہ اس غرض کے لئے بنایا جا رہا ہے۔ تاکہ سکھ مسلمانوں کو تنگ کریں۔ اور مسلمان قادیان آنے پر مجبور ہوں۔ کسی دیانندی یا دیانندیوں کے کاسہ لیس کے ہی ذہن میں آ سکتی ہے۔ ورنہ کوئی عقلمند ایک لمحہ کے لئے بھی اسے درست تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہو سکتا۔

”شباب المسلمین“ ڈوب مریں

لیکن ہم کہتے ہیں۔ اگر یہ بات درست بھی تسلیم کر لی جائے تو شباب المسلمین کس مرض کی دوا ہیں۔ جب کسی گاؤں کے سکھ مسلمانوں کو تنگ کریں۔ تو کیوں نہ ”شباب المسلمین“ ان کی حفاظت کے لئے پہنچ جائیں۔ اور ان کی تنگی دُور کریں۔ تا کہ نہ وُہ ”مرزائیوں“ سے شکایت کریں۔ اور نہ مرزائی انہیں ہجرت کرنے کا مشورہ دیں۔ کیا ”شباب المسلمین“ کا یہی کام ہے۔ کہ سکھوں کی چیرہ دستیوں اور فتنہ انگیزیوں سے مسلمانوں کو ڈرا ڈرا کر ان کا خون خشک کرتے رہیں۔ اور مصیبت کے وقت دُور بیٹھے تماشہ دیکھا کریں۔ ایسے ”شباب“ کو چپنی میں پانی ڈال کر ڈوب مرنا چاہیئے۔ اور قطعاً ”مسلمین“ کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہیں کرنا چاہیئے ٭

”شباب المسلمین“ کی بے غیرتی

اگر ”شباب المسلمین“ صرف نام کے ”شباب المسلمین“ نہ ہوتے۔ بلکہ اپنے اندر کچھ بھی اسلامی غیرت اور حمیت رکھتے۔ تو ان کا فرض تھا کہ مسلمانوں کو سکھوں اور ہندوؤں کے پنجہ سے رہائی دلانے کی کوشش کرتے۔ مگر اس کی بجائے وُہ انہیں خوفزدہ کر رہے ہیں اور سکھوں کو تجویز بتا رہے ہیں کہ تم مسلمانوں کو اس طرح تنگ کیا کرو ٭

سکھوں کے مسلمانوں پر مظالم

اُن دیہات میں جہاں مسلمانوں کی تعداد قلیل ہے۔ غیر مسلم انہیں جس طرح تنگ کرتے اور دکھ دے رہے ہیں۔ وُہ نہایت ہی دردناک داستان ہے۔ مسلمانوں کو ذلیل اور اپنے خدمت گار سمجھا جاتا ہے۔ اور انہیں اتنی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔ کہ وُہ مسجد میں اذان دے کر خدائے قدوس کی بارگاہ میں اپنی جبین جھکا سکیں۔ چنانچہ موضع ظفروال کا واقعہ بالکل تازہ واقعہ ہے۔ جہاں مسلمانوں کو محض اذان دینے کی وجہ سے سخت تکالیف دی جا رہی ہیں۔ اور ان کی تکالیف میں احمدی شریک ہو رہے ہیں۔ ایسے ہی اور کئی دیہات ہیں ٭

”شباب المسلمین“ کی بے حمیتی

لیکن انجمن ”شباب المسلمین“ کو کبھی یہ توفیق نہ ہوئی۔ کہ وُہ ان مسلمانوں کی چیخ و پکار سنتی۔ ان کی دادرسی کی کوشش کرتی۔ انہیں سکھوں کے مظالم سے چھڑاتی۔ اس اگر ہمت ہوئی۔ تو ان مسلمانوں پر جو پہلے ہی سکھوں کی دست درازیوں سے تنگ آئے ہوئے اور ان کے جور و ستم کے بوجھ سے دبے ہوئے ہیں۔ سکھوں کا خوف اور رعب بٹھانے کی۔ اور انہیں ہمیشہ کے لئے سکھوں کا دست نگر رکھنے کی۔ یہ ہے وہ اسلامی ہمدردی اور بہادری جو انجمن ”شباب المسلمین بٹالہ“ قادیان کے مضافات کے مسلمانوں کے متعلق ظاہر کر رہی ہے ٭

دیہاتی مسلمانوں کا قادیان آنا

اس انجمن کے ”ناظم صاحب“ نے ایک اور مزے کی بات یہ بیان کی ہے کہ اگر قادیان میں بوچڑ خانہ جاری ہو گیا۔ تو ارد گرد کے دیہات کے لوگ گوشت خریدنے کے لئے قادیان آیا کریں گے۔ اور ان کو تبلیغ کر کے احمدی بنا لیا جائیگا۔ چنانچہ لکھا ہے:-

”یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ مرزائی بوچڑ خانہ میں خاموش رہے گا یہ بھی ایک گہری چال ہے۔ کہ مسلمان جو گوشت کا حد سے زیادہ شائق ہے۔ اس چال سے یہاں آئیگا۔ اور مرزائی کو تبلیغ مرزائیت کا موقعہ مل جائیگا“!

بات تو خوب پتہ کی کہی ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کیا صرف گائے کا گوشت ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے لئے ارد گرد کے مسلمان قادیان آنے کے لئے مجبور ہونگے۔ ورنہ اور کسی کام کے لئے انہیں قادیان آنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر انجمن ”شباب المسلمین“ کے لئے ارد گرد کے دیہات کے مسلمانوں کے لئے ان کی ضروریات زندگی گھر بیٹھے میسر آنے کا انتظام کر دیا ہے اور اب انہیں کسی چیز کے لئے گھر سے باہر قدم رکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ تو ہم مان لیتے ہیں۔ کہ بے شک گائے کے گوشت کی خاطر انہیں قادیان آنا پڑے گا۔ اور اس صورت میں ”ناظم صاحب شباب المسلمین“ جس خطرہ کا بھی چاہیں اظہار کر دیں۔ لیکن جبکہ دُور دُور کے دیہات کے مسلمانوں کی قادیان میں آمدورفت پہلے ہی ہے۔ وہ احمدیوں سے ملتے اور احمدی ان سے ملتے ہیں۔ آپس میں دوستانہ تعلقات قائم ہیں تو پھر گوشت خریدنے کے لئے آنے پر کونسی نئی بات پیدا ہو جائیگی جس کے خطرہ سے ناظم صاحب ڈوبے ہو رہے ہیں ٭

علاوہ ازیں وُہ احمدی جو دنیا کے دور دراز کونوں تک پہنچ کر تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ کیا ان کے لئے یہ مشکل ہے۔ کہ ارد گرد کے دیہات میں جا کر وعظ و نصیحت کریں۔ اگر ”شباب المسلمین“ والوں میں اتنی ہمت ہو کہ وُہ لوگوں کو قادیان آنے سے روک دیں۔ تو قادیان کے احمدی خود لوگوں کے گھروں میں جا کر انہیں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ اس سے انہیں کون روک سکتا ہے ٭

بہکی بہکی باتیں

بات یہ ہے ”ناظم صاحب“ نے یا تو ہندوؤں اور سکھوں کا حق نمک ادا کرنے اور ان کا کوئی چھوٹا موٹا ترنوالہ ہضم کرنے کے لئے اس قسم کی بہکی بہکی باتیں لکھ دی ہیں۔ یا پھر کسی ہندو نے ان کے منہ میں ڈالی ہیں۔ ورنہ کسی مسلمان کہلانے والے سے خواہ کیسا ہی گیا گذرا کیوں نہ ہو یہ توقع نہیں ہوسکتی۔ کہ وُہ اس قدر بے حمیتی اور بے غیرتی سے کام لیگا کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر غیر مسلموں کی دہلیزوں کی خاک چاٹتا پھریگا کجا یہ کہ وُہ ”ناظم انجمن شباب المسلمین“ کہلائے ٭

یسوع مسیح کی بے چارگی

یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ جن انسانوں کو لوگوں نے انسانیت کے درجہ سے نکال کر خدائی کے صفات سے متصف کرنے کی کوشش کی انکی زندگیاں نہایت ہی بیچارگی اور بیکسی میں گذریں ہیں۔ بیسیوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن ان کی زندگی ایسے ایسے دردناک واقعات سے پُر ہے۔ کہ سمجھ میں نہیں آتا۔ انہیں انسانی درجہ سے بلند و بالا قرار دینے کی کیونکر جرأت کی جاتی ہے۔

اگر یسوع مسیح کی زندگی کے واقعات غیروں کے بیان کردہ ہوتے۔ تو عیسائی صاحبان بڑی آسانی کے ساتھ ان کا انکار کر سکتے تھے۔ لیکن جبکہ وُہ واقعات ”انجیل مقدس“ میں درج ہوں۔ اور عیسائیوں کو ان کی صحت کا اقرار ہو۔ تو عقدہ اور بھی لاینحل ہو جاتا ہے ٭

عیسائی اخبار ”نور افشاں“ (۲۰ ستمبر) ”یسوع مسیح کی بے کسی اور بے چارگی“ کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:-

”انجیل میں کہیں نہیں لکھا ہے۔ کہ فریسی اور فقیہہ خداوند کی گرفتاری اور اُس کی ذلت و خواری کسی پوشیدہ دست قدرت کی مزاحمت سے عاری کئے گئے ہوا۔ بلکہ انجیل پڑھنے والے پر صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ اس امر میں خداوند یسوع مسیح بالکل اُن کے اختیار میں تھا۔ جب اُسے گرفتار کر لیا جہاں چاہے لے گئے۔ جو ظلم چاہا۔ کیا۔ کوئی روکنے والا نہ تھا۔ یہاں تک کہ حاکم وقت پلاطوس بھی اُن کے سنچائے ناچا۔ اور باوجودیکہ خود بعد تحقیقات کہہ چکا۔ کہ میں اس میں کچھ قصور نہیں پاتا۔ اپنے آخری فیصلہ کو ان الفاظ میں صادر کرتا ہے۔ کہ ان کی درخواست پر خونی ڈاکو برباس کو چھوڑ دیا اور یسوع مسیح کو ان کے حوالہ کیا۔ تا کہ اُن کی خواہش کے موافق ہو“

ناظرین ان سطور میں خداوند کی گرفتاری اور اس کی ذلت و خواری ”خداوند یسوع مسیح بالکل ان کے اختیار میں تھا“ وغیرہ الفاظ پڑھ کر حیران ہونگے۔ کہ اچھا ”خداوند“ تھا جس کے ساتھ فریسیوں اور فقیہوں نے ایسا سلوک کیا۔ لیکن اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں۔ عیسائیت کی یہی بھول بھلیاں ہیں۔ جن میں بے چارے عیسائی پھنسے ہوئے ہیں اور اس لئے پھنسے ہوئے ہیں۔ کہ انہوں نے عقل و فکر سے کام نہ لیتے ہوئے ایک انسان ضعیف البنیان کو خدا قرار دے لیا ٭

یسوع مسیح سے اُن کے شاگردوں کا سلوک

ابھی چند ہی دن ہوئے ”نور افشاں“ نے اپنے خداوند یسوع کے متعلق ”بائبل مقدس“ کا یہ فقرہ پیش کیا تھا۔ کہ

”میں زندہ ہوں اور ابد الآباد تک زندہ رہوں گا“!

اس کے متعلق ہم نے بتایا تھا۔ اگر زندہ ہونے کا مطلب جسمانی طور پر زندہ ہونا ہے۔ تو اس کا فیصلہ تو یہودی یسوع مسیح کی زندگی کا اپنے ہاتھوں خاتمہ کر کے کر چکے ہیں۔ اور ”بائبل مقدس“ ان الفاظ میں اس پر مہر تصدیق لگا چکی ہے۔ ”یسوع بڑی آواز سے چلایا۔ اور جان دے دی“! متی ۲۷/۵۰۔

لیکن اگر اس سے مراد روحانی زندگی ہے تو ابد الآباد تک کی ایسی زندگی کا ثبوت تلاش کرنے کی بجائے ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح نے اپنی موجودگی میں اس زندگی کا ثبوت کیا دیا؟

اس کے لئے ہم نے یسوع مسیح کے بارہ شاگردوں کا ذکر کیا تھا۔ اور بتایا تھا۔ کہ انہوں نے باوجود بڑے دعوؤں کے یسوع مسیح سے جو سلوک کیا۔ وُہ نہایت ہی افسوسناک تھا۔ اور اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ ان میں روحانی زندگی کا کوئی اثر تھا ٭

اگرچہ ہم نے اس کا ثبوت ”بائبل مقدس“ کے حوالجات سے دیا تھا۔ لیکن ممکن ہے کسی عیسائی کو اس میں شبہ ہو۔ اس لئے ہم اس بارہ میں عیسائی آرگن ”نور افشاں“ (۲۰ ستمبر) کا تازہ بیان پیش کرتے ہیں۔ جو لکھتا ہے:-

”یہ روایت مشہور ہے۔ کہ مصیبت کے وقت اگر کوئی مدد کرنیوالا بھی نہ ہو۔ لیکن اپنا قریبی عزیز یا دوست تک حاضر ہو۔ تو مصیبت اٹھانیوالے کو کم سے کم ہمت اور ڈھارس ہی ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں تو وہ بھی یک قلم ندارد تھی۔ آپکا نہ کوئی حامی تھا۔ نہ مددگار مقدسہ مریم عورت ذات کیا کر سکتی تھیں۔ بارہ شاگردوں میں سے ایک پہلے ہی آپ کو فریسیوں کے ہاتھ فروخت کر کے پچھتا کر خودکشی کر چکا تھا۔ سب سے زیادہ آپکو پیار کرنیوالا شاگرد و پہلا رسول مقدس پطرس اور دیگر کل گیارھوں آپ کو چھوڑ کر ادھر اُدھر بھاگ چلے تھے۔ آپ تن تنہا ظالموں کے نرغہ میں جیسے گائے شیروں کے اور بھیڑ خونخوار بھیڑیوں کے درمیان گرفتار کسی برگزیدہ کو زندہ رکھنے والے اس کے وہ فیوض ہوتے ہیں۔ جو اس کے پیرولوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے یسوع مسیح کے پیارے شاگردوں کی حالت دیکھئے۔ پھر بتلایئے۔ ان سے کہاں تک یسوع مسیح کی زندگی کا ثبوت ملتا ہے۔ اور جب کئی سال ساتھ رہنے والوں اور یسوع مسیح کے منہ سے کلام سننے والوں۔ اُن کے معجزات بچشم خود دیکھنے والوں کی یہ حالت ہو۔ تو سینکڑوں سال بعد والوں کے متعلق کیا کہا جاسکتا ہے ٭

گئے کشی کس طرح بند ہو سکتی ہے

بالفاظ "ملاپ" (۲۹ ستمبر) گاندھی جی نے گئے کشی بند کرانے کا ایک نیا طریق یہ بتلایا ہے۔ کہ

"گئوؤں کی نسل اتنی اعلےٰ اور بہتر بنا دیجائے۔ کہ ہندوستان کی گائیں بھی یورپ کی گئوؤں کی طرح بڑی بڑی بھاری قیمت پر فروخت ہوا کریں۔ مہاتما گاندھی کا خیال ہے۔ کہ دس سال میں گائے کی نسل اتنی اچھی بنائی جا سکتی ہے۔ کہ ان کی قیمت بہت گراں ملنی شروع ہو جائے۔ جب گائے گراں ہو جائے گی۔ تو پھر کوئی مسلمان یا عیسائی دیسی یا گورا اسے نہیں کاٹیگا۔ بلکہ اس کی حفاظت کرے گا"

"ملاپ" اس کے متعلق اظہار رائے کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"یہ طریقہ بھی ہے تو اس قابل کہ اُسے آزمایا جائے۔ اگر اور کچھ نہیں۔ تو اس طریقہ سے ہندوستان کی گائے کی نسل تو بہتر بن جائیگی۔ اور ضرورت ہے۔ کہ بہت اعلےٰ ڈیری فارم کھول کر اس کا تجربہ کیا جائے"

تجویز بہت معقول ہے۔ اور اگر اس میں کامیابی حاصل کر لی جائے۔ جو کچھ مشکل نہیں۔ کیونکہ گاندھی جی کے نزدیک صرف دس سال کے عرصہ میں کامیابی ہو سکتی ہے لیکن ہمارا خیال ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے۔ کہ ہندو اس قدر آسان اور یقیناً کامیاب تجویز پر عمل کرنے کیلئے قطعاً تیار نہ ہونگے۔ اور ان کی یہی کوشش رہیگی کہ طاقت اور زور سے گائے کشی کو روکیں۔ حالانکہ اس طریق سے ان کا کامیاب ہونا ایسا ہی ناممکن ہے۔ جیسا سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ کیونکہ جب تک مسلمان ہندوستان میں موجود ہیں۔ اور انشاء اللہ رہتی دنیا تک موجود رہینگے اور روز بروز ترقی حاصل کرینگے۔ اسوقت تک ممکن نہیں۔ کہ کوئی طاقت انہیں ذبیحہ گائے کے حق سے زبردستی محروم کر دے۔

گاندھی جی نے جو تجویز پیش کی ہے۔ اس میں کامیابی اس لحاظ سے بھی یقینی ہے۔ کہ مسلمان وہی گائیں ذبح کرتے ہیں جو دودھ دینے کے ناقابل ہوتی ہیں۔ یا اخراجات اور مشقت کے مقابلہ میں کم دودھ دیتی ہیں۔ یا ایسی حالت میں ہوتی ہیں۔ کہ دودھ دینے والی گایوں کی پرورش میں روکاوٹ بنتی ہیں۔ لیکن جب ہندوستان کی گائیں بھی یورپ کی گئوؤں کی طرح بڑی بڑی بھاری قیمت پر فروخت ہوا کرینگی۔ تو کون ایسا نادان ہوگا۔ جو بڑی بھاری قیمت پر گائے خرید کر اسے ذبح کرے گا۔

ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ گائے کے ہمدرد اور اسکے "رکھشک" کہاں تک اس بارے میں عملی قدم اٹھاتے اور کس قدر عملی طور پر اپنی ہمدردی کا ثبوت دیتے ہیں اگر انہوں نے کچھ نہ کیا۔ تو صاف ظاہر ہو جائیگا۔ کہ ان کی ہمدردی محض دکھاوے کی ہمدردی ہے۔ جس کا اظہار مسلمانوں کو تنگ کرنیکے لئے کیا جاتا ہے۔

اشارات

دوسرے کے مال پر قبضہ جما کر ناجائز طور پر اپنے تصرف میں لے آنا ہر مذہب وملت میں ناروا سمجھا جاتا ہے۔ اور اسلام نے تو اسے بہت بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ لیکن حیرت ہے۔ اخبارات جنکا فرض لوگوں کے اخلاق وعادات کی اصلاح کرنا اور ہر ناجائز فعل کی مذمت کرنا ہے۔ انہی میں سے بعض اس درجہ اخلاقی پستی کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ اپنے ہمعصروں کے صفحات میں جو چیز سب سے بہتر اور عمدہ پاتے ہیں۔ اسے بلادریغ ہتھیا لیتے۔ اور پھر اسے اپنی قرار دیتے ہوئے ذرا بھی قباحت محسوس نہیں کرتے۔

پچھلے دنوں ہمیں امرتسر کے ایک اخبار "کشمیر" کا "پیغمبر نمبر" ایک دوست کے ذریعہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جو اشتہارات اور کئی ایک غیر متعلق مضامین کی بھرتی کے باوجود چھوٹے سائز کے صرف ۴۸ صفحات پر ختم ہوا ہے۔ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات کے متعلق جو مضامین شائع کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک نہیں دو نہیں۔ بلکہ اکٹھے چار مضمون "الفضل" کے "خاتم النبیین نمبر" سے لفظ بلفظ نقل کئے گئے۔ مگر دیانتداری سے یہاں تک کام لیا گیا۔ کہ کسی ایک کے متعلق بھی یہ نہ ظاہر ہونے دیا۔ کہ "الفضل" سے لیا گیا ہے۔

ہمیں اس بات کا گلہ نہیں۔ کہ "الفضل" کے مضامین کیوں نقل کئے گئے۔ گلہ اگر ہے۔ تو صرف یہ کہ "الفضل" کا حوالہ دینے سے کیوں دریغ کیا گیا کیا "الفضل" کا جس نے "کشمیر" کے "پیغمبر نمبر" کے لئے ایسے اعلےٰ مضامین مہیا کئے۔ اتنا بھی حق نہ تھا۔ کہ ان مضامین کے ساتھ اس کا بھی ذکر آجاتا زیادہ افسوس اس بات کا ہے۔ کہ "الفضل" کے ساتھ یہ بے انصافی اس پرچہ میں روا رکھی گئی جسے اس پاک ہستی کی طرف منسوب کیا گیا۔ جس نے دشمنوں سے بھی انصاف کرنے کی تلقین فرمائی۔ اور اپنے اُسوہ سے ایسا کرکے دکھایا۔

اس سے بھی بڑھکر ایک اور بے انصافی یہ کی گئی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نہایت دلپذیر نعت جو "جان ودلم فدائے جمال محمد است" سے شروع ہوتی ہے۔ اسے "تاجدار دکن۔ بادشاہ شہنشاہ زمن" کے عنوان سے اور "عالی پایگاہ جناب میر محمد عثمان علی خان صاحب خلد اللہ ملکہ" کے الفاظ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ اس بے انصافی کے ساتھ ہی یہ ظلم کیا گیا ہے۔ کہ بعض مصرعے نہایت بھونڈے طریق سے بدل دیئے گئے۔ اور آخری شعر "عثمان" تخلص کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیوض تمام دنیا کے لئے ہیں اور ہر انسان کا حق ہے۔ کہ ان سے مستفیض ہو۔ لیکن یہ کیا بیہودگی ہے۔ کہ آپکے افکار عالیہ کسی اور کی طرف منسوب کرکے دنیا کے سامنے پیش کئے جائیں۔ اور پھر ان میں تغیر وتبدل سے کام لیا جائے۔ نرم سے نرم الفاظ میں اسے دیدہ دانستہ بددیانتی کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

دیانندیوں میں فتنہ پردازی اور شرانگیزی کی عادت اس درجہ گھر کر چکی ہے۔ کہ پرائے تو پرائے اپنے بھی نالاں ہیں۔ اور چیخ چیخ کر داد بلا کر رہے ہیں۔ چنانچہ "آریہ ویر" ۳۰ ستمبر لکھتا ہے۔

"رشی دیانند نے جس مقصد سے آریہ سماج کی بنیاد ڈالی تھی۔ افسوس ہے کہ آج کا آریہ سماج اس پوتر آدرش سے کوسوں دور جا رہا ہے۔ اس رشی کی مہما کو میں کیا ورنن کروں جس کے ہر دے میں منش ماتر کے لئے پریم تھا مگر اس کے نالائق شش آج جگہ جگہ پھوٹ کے بیج بکھیر رہے ہیں۔ ارے دیانند تو بیگانوں کو اپنے بنا لیتا تھا تم اپنوں کو تو اپنا نگ سمجھو دوسروں کو تو اپنا بنا ہی کیسکتے ہو"

اس سے بڑھکر دیانندیوں کی فطرت اور ان کی روش کا صحیح نقشہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور ہم بھی اس کی تصدیق کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ دیانند کے "شش" "آج جگہ جگہ پھوٹ کے بیج بکھیر رہے ہیں" لیکن اس بات سے ہمیں قطعاً اتفاق نہیں۔ کہ یہ لوگ دیانند جی کے "نالائق شش" ہیں۔ اور یہ بھی صحیح نہیں کہ "رشی دیانند نے جس مقصد سے آریہ سماج کی بنیاد ڈالی تھی۔ آج کا آریہ سماج اس پوتر آدرش سے کوسوں دور جا رہا ہے" وہ دیانندی جو جگہ جگہ پھوٹ کے بیج بکھیر رہے ہیں۔ وہی اپنے رشی کے لائق شش اور ان کے پوتر آدرش پر پوری طرح چلنے والے ہیں۔ اگر کسی کو شک ہو۔ تو وہ "ستیارتھ پرکاش" کھول کر دیکھ لے۔ جس پر آریہ سماج کی بنیاد ہے۔ اور جس میں دیانند جی نے اپنے "آدرش" کی خوب وضاحت کر دی ہے۔

"ستیارتھ پرکاش" میں سوائے اس کے کیا ہے۔ کہ چند ایسی الٹی سیدھی باتیں ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے خود آریہ صاحبان بھی کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں۔ باقی سب کے سب "پھوٹ کے بیج" ہیں۔ جو اس کے صفحات میں بکھیرے گئے ہیں۔ تمام مذاہب کے مقدس بانیوں کی انتہا درجہ کی ہتک اور تذلیل کی گئی ہے۔ اور اس طرح اپنے ششوں کو سکھایا گیا ہے۔ کہ وہ پھوٹ کی کھیتی کرتے رہیں۔ اب جو لوگ ایسا ہی کر رہے ہوں۔ اور بیگانوں کے علاوہ اپنوں کو بھی اس کھیتی کی پیداوار سے حصہ دیتے ہوں۔ انہیں دیانند کے نالائق شش کیونکر کہا جا سکتا ہے۔

کسی شخص نے مولوی محمد علی صاحب سے پوچھا۔ "کیا بہاء اللہ ایرانی نے نبوت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر کیا ہے۔ تو کہاں"؟ مولوی صاحب اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔ "بہاء اللہ کی کتابیں موجود ہیں۔ پڑھ کر دیکھ لیں" (پیغام۔ ۳ ستمبر)

سبحان اللہ کیا مسکت جواب ہے۔ بھلا مولوی صاحب سے کوئی پوچھے اگر سائل بیچارا خود کتابیں پڑھکر دیکھ سکتا۔ تو آپ سے پوچھنے کی اسے کیا ضرورت تھی۔ کیا مولوی صاحب بتائینگے وہ کتابیں کہاں موجود ہیں۔ اگر آپ ۴۴ کے ہاں انکی ایجنسی ہو۔ اور ضرور ہونی چاہئے۔ کیونکہ آپکی آمدنی کا معقول ذریعہ کتابوں کا کمیشن وصول کرنا ہی ہے۔ تو اطلاع دیں۔ تا جو چاہے وہاں سے منگا لے۔ اور پھر پڑھکر دیکھ لے۔ ورنہ بہائی تو اپنی کتابیں چھپائے پھرتے ہیں۔ اور وہ کتابیں جن پر بہائیت کی بنیاد ہے۔ انہیں تو ہوا بھی نہیں لگنے دیتے۔ ہاں یہ تو فرمایئے۔ آپ نے بہاء اللہ کی کتابیں پڑھی ہیں یا نہیں۔ اگر پڑھی ہیں۔ تو کیا آپکو یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ بہاء اللہ کا دعویٰ کیا تھا۔ اگر پتہ ہے۔ تو جانتے بوجھتے الساکت عن الحق شیطان اخرس۔ کے مصداق کیوں بنتے ہیں۔

دراصل مولوی صاحب کیلئے اس سوال کا جواب دینا اس لئے مشکل ہو رہا ہے کہ اگر وہ اصل حقیقت کا اظہار کریں۔ تو ان کے ساتھیوں کی یہ تمام دھوکہ دہی اور چالبازی طشت از بام ہوتی ہے جو بہاء اللہ کو نبوت کا مدعی قرار دیکر حضرت ۴۴ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں۔ اگر ذرا بھی اس میں ٹال مٹائیں۔ تو اپنی پردہ دری سے ڈرتے ہیں۔ اس وجہ سے انہوں نے ایسا نامعقول جواب دیا ہے۔

ہندو پریس کی پرانی چال

کرایہ کے مسلمان اور ہندو سرمایہ دار

قادیان کے مذبح کے متعلق عام مسلمانوں کی متحدانہ کوشش سے ہندو پریس اور ہندو راج قائم کرنے والے سرمایہ داروں کے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے۔ مسلمانان ہندوستان ان برادران وطن کی گندم نمائی اور جو فروشی سے مدتوں سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ ابھی ابھی قلعی کنووکیشن کے اجلاس کلکتہ میں گاندھی جی کے اکھٹے جانے اور ڈرافٹ ریزولیوشنز گھر سے مرتب کر کے بھیجنے نے کھول دی تھی۔ مسئلہ گاؤکشی پر ہندو لیڈر کا بڑا حصہ ایک مناسب سمجھوتہ پر راضی ہو گیا تھا۔ مگر گاندھی جی مہاراج جو ۱۷ء میں بزور شمشیر گاؤکشی چھڑانے کا اعلان بریلی میں سرعام کر چکے تھے کسی طرح اپنے قدیم کینہ کو چھپا نہ سکے۔ اور فوراً ابجکٹ کمیٹی سے اٹھ کر گھر چلے گئے اور سمجھوتہ کی شکل بگاڑ دی۔ نظر باز مسلمان سمجھ گئے تھے مگر پاس وضعداری اور چشم مروت نے ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ اگر سلاطین اسلام کو یہ معلوم ہوتا کہ متعصب فریب کار مورخین کے تیغ قلم سے انکے پاکیزہ کارناموں کا خون ہوگا۔ اور ان پر زبردستی اور جبراً اسلام میں غیر مسلموں کے داخل کرنے کا داغ مثل آفتاب چمکتا ہوا بنا کر لگایا جائے گا۔ تو بے شک وہ یہ فیصلہ کرتے کہ جبراً ہی مسلمان بنا لیا جائے تاکہ آیندہ انکی نسلیں اس فتنہ عظیم سے بچی رہتیں۔ مگر وہی وضعداری اسلامی اور چشم مروت احسانمندی کی خصلتیں مانع رہیں۔ اسی کنووکیشن میں مسلمانوں کا وہ طبقہ جو جناح لیگ کا بازو ہے اس کارروائی کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا مگر زہر کا گھونٹ پی کر رہ گیا۔ پہلی قسط مسہل کے دینے کے بعد کانگریس کے اجلاس مدراس میں سوراج کے متعلق ایک ایسا فیصلہ کیا گیا۔ چونکے ہوئے گم کردہ راہ مسلم لیڈر پھر میٹھی نیند سونے لگے۔ مگر مسہل کی دوسری قسط ہضم نہ ہو سکی اور گاندھی جی کے شریک کار نہرو جی تیل مل کر اکھاڑے میں آدھمکے۔ یہ پنڈت جی پینترے بازی میں مشاق سارے مسلمان شرکا کا ہر چند ادھر ادھر ہاتھ ڈالتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اب دبا لینگے مگر پنڈت جی کبھی بغلی ڈو بجر ادھر نکل گئے اور کبھی رومالی کا ہاتھ دکھا کر الگ کھڑے نظر آئے۔ چکنا بدن ٹھہرا۔ ہاتھ نہ جما نہ وہ دھرے گئے۔ آخرکار مسلمانوں نے اپنی غلطی کو روز روشن کیطرح دیکھ لیا۔ اور کھینچنے لگے گاندھی جی کے عقیدتمند نہرو رپورٹ کے حامی بنے۔ نہ پنڈت جی کے گرگے ان کے قابو کے رہے۔ جم غفیر کانگریس سے علیحدہ ہو گیا سوائے چند اصحاب کے جو بہت ہی نیک دل اور اعلیٰ درجہ کی حسن ظنی کے ہیں۔ بقیہ گروہ مسلمانوں کا جو شریک رپورٹ ہے اپنی خاص اغراض سے ماتحت انڈوں کی طرح سانپ کے پیٹ سے لپٹے ہوئے ہیں۔

یہ تو تمہید تھی۔ اصل مطلب صرف اتنا ہے کہ مسلمان عموماً ان جو فروشوں کی چالوں کو سمجھ گئے ہیں۔ مگر انہیں معلوم ہے کہ ان میں افلاس نے ایسے خود غرض بہاڑے کے ٹٹو پیدا کر دیئے ہیں۔ جو سرمایہ داروں کی سنہری روپہلی کرنوں سے خیرہ نظر ہو جاتے ہیں۔ انہیں مسمرائزڈ کر دیا جاتا ہے۔ پھر جو کہو وہ بھانمتی کے لونڈے کی طرح بولنے لگتے ہیں۔ نہ صرف ایسے افراد بلکہ ایسی صنوعی انجمنیں بھی ہیں جو پبلک کی آنکھوں میں خاک جھونکتی ہیں۔

بٹالہ سے شباب المسلمین کے نام سے ایک اشتہار انہیں سرمایہ دار چالبازوں کی ملمع سازی کے بازار سے نکلا ہے۔ اشتہار مذکور مسلمانوں کے اتحاد باہمی کی آہنی دیوار کو توڑنے کی ناکام کوشش ہے۔ عام مسلمانوں کو بھڑکایا گیا ہے کہ احمدی تمہیں کافر سمجھتے ہیں اور خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ خبردار ان کے جال میں نہ پھنسنا۔ یہ تمہیں ہندوؤں سے لڑائیں گے۔ حاشا صاحبان کو سمجھ لینا چاہیئے کہ آپ کی یہ چالیں اور یہ بہاڑے کے ٹٹو مسلمانوں کو صراط مستقیم سے نہیں ہٹا سکتے۔

کیا ہوشیار کھلاڑی ہیں کہ ہتھیلی پر سرسوں جماتے ہیں ڈاکٹر گوکل چند صاحب نارنگ فرماتے ہیں۔ قادیان میں ریل اور تار سے بیف کے بکرے کو کیا تعلق ہے۔ کیا قادیان میں بلند ترین منارہ بنجائے۔ تو وہ گوشت بقر کی ضرورت کا گواہ بن سکتا ہے؟ آپ کی منطق ایسی عجیب غریب ہے کہ لاہور ہائی کورٹ کے بارہ میں یہ دلیل موٹے حرفوں میں لکھ کر اس کے نیچے آپ کی تصویر لگا دی جائے تو بہتر ہے۔ مسلم ایڈووکیٹ نے غالباً اس دلیل کا جواب بجز ایک تبسم معنی خیز کے اور کچھ نہ دیا ہوگا۔ بھلا تار اور ریل کسی جگہ جاری کیجائے تو مردم شماری کی زیادتی اور اقتصادی ترقیات کی شہادت تو ہو سکتی ہے۔ یہ منارہ کی بلندی کی مثال اقتصادیات یا مردم شماری کی زیادتی یا تمدنی ترقیات سے کیا تعلق رکھتی ہے مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ کی مصداق یہ منطق نہ سمجھے تو کیا سمجھا جائے۔

مجھے اس پر وہ مثل یاد آتی ہے کہ کسی جاٹ کو چارپائی لیجاتے دیکھ کر ایک تیلی شاعر مزاج نے کہا "جاٹ رے جاٹ۔ تیرے سر پر کھاٹ" جاٹ کو جوش آ گیا اور فرمانے لگے "تیلی رے تیلی تیرے سر پر کولہو" تیلی نے کہا "یار قافیہ تو ملا ہی نہیں۔ آپ کہنے لگے کہ "بوجھوں تو مرا۔ قافیہ سے کیا ہوتا ہے۔ جب یہ ذہنیت ممبران کونسل اور بیرسٹروں کی ہے کہ مخالفت کے جوش میں ایسی باتیں کہہ گزرتے ہیں۔ تو پھر عام لوگوں کا کیا حال ہونا چاہیئے۔ ان سرمایہ داروں کے طوطے "میاں مٹھو" یعنی پولیس کے ذمہ دار صاحبان کو تو رٹ کھائی گئی ہے۔ وہی دن رات گاتے رہتے ہیں۔ پنجرے میں قیدی ہیں اور وہی اسیری کی زنجیریں غلامی کے ترانے گواتی ہیں۔ حاشا ایڈیٹران نے اشتہار مذکور کو شائع کیا ہے۔ اور دیہات کے مسلمانوں کو بھڑکانے کی کوشش کی ہے جس طرح غریب سکھ جاٹوں کو بھڑکا کر بلا میں پھنسایا ہے اب یہ خواہش ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی جائے۔ مگر اس نواح کے دیہاتی مسلمان خدا کے فضل سے ایسے جھوٹے اشتہاروں کے دام فریب میں نہیں آ سکتے۔ انہیں ان سرمایہ داروں کی چالوں کے اثر کا پورا پتہ لگ چکا ہے۔

(حق گو)

اہل پیغام کیلئے عبرت کا مقام

یہ لازمی بات ہے کہ ہر ذیشان انسان کے حاسد ہوتے ہیں۔ اور انبیاء اور صلحاء کی کامیابی تو حاسدوں کے دلوں پر چھریاں چلاتی ہے۔ مگر مبارک ہیں وہ جو اہل بصیرت ہیں۔ خدا کے برگزیدہ نبیوں اور صلحاء کے ساتھ یگانگی اور الفت رکھتے ہیں اور انکی اطاعت اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔

آجکل اہل پیغام اپنی اس دشمنی کے سبب سے جو انہیں حضرت آقا و مولیٰ خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہے بالکل اندھے ہو رہے ہیں۔ بصیرت کی آنکھ انکی سلب ہو چکی ہے۔ اور تعصب اور عداوت بہت زوروں پر ہے۔ صداقت پر کاربند ہونا انکے زعم میں ایک گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنا ہے۔ اس واسطے وہ سچائی پر پردہ ڈالنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ وہ بڑے زور سے سٹیجوں پر جماعت احمدیہ کی مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ قادیان میں دھرا ہی کیا ہے۔ وہ تو اب ایک دوکان ہے۔ جماعت احمدیہ کا مرکز اب لاہور ہے۔

یہ بات تو صاف ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کسی معاملہ کے متعلق کوئی صریح ارشاد مل جائے تو فوراً نزاع بند ہونا چاہیئے۔ اب ہم دیکھتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ جماعت احمدیہ کا مرکز قادیان قرار دیتے ہیں یا لاہور۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "جائز ہوگا کہ کوئی ضرورت محسوس کر کے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی **قادیان** ہوگا۔"

الوصیت صک ۲

پھر فرماتے ہیں۔ "یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے اور جائز ہوگا کہ وہ آیندہ ضرورتیں محسوس کر کے اس کام کے لئے کوئی کافی مکان طیار کریں۔"

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ اس بات کی بین دلیل ہے کہ جماعت احمدیہ کا مرکز قادیان ہے لاہور نہیں۔ اور آپ نے حکم دیا ہے کہ ہمیشہ مرکز قادیان ہی رہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کے منشاء کے برخلاف ہے کہ قادیان کے سوا کوئی اور مرکز بنے۔ جب یہ تصریحات موجود ہیں تو اب جو مخالفت کرے اور کہے جماعت احمدیہ کا مرکز لاہور ہے اسکی غلطی اور لغزش بالکل ظاہر ہے۔ اور اس سے ہم یہی نتیجہ نکالینگے کہ وہ شخص جو اس طرح صریح مخالفت کرتا ہے وہ کسی ذاتی دشمنی کیوجہ سے کرتا ہے اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے روگردان ہو رہا ہے۔

خاکسار احمد خان نسیم گوی

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کی وفات

اور

جماعت احمدیہ کی ذمہ واریاں

فالج کی علامات میں افاقہ کی اطلاع ملنے کے بعد اچانک حضرت حافظ صاحب کی وفات کی خبر پڑھنے سے سخت صدمہ ہوا۔ دُعا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ قرب کے اعلےٰ مقامات پر متمکن کرے اور آپؓ کے علمی اور ذہنی ارتقاء کو جنت میں بھی جاری رکھے۔ اور ہم کو جلد آپ کا نعم البدل دے۔ تا اس غیر معمولی نقصان کی تلافی ہو کر ہم کو تسکین حاصل ہو۔ آمین۔

یہ عاجز بھی چونکہ ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہے جنہیں کچھ عرصہ آپ کی پاکیزہ صحبت میں رہنے اور آپ کے بحرِ علوم سے چند قطرے لینے کا موقعہ ملا ہے اس لئے آپ کی زندگی کے متعلق چند امور عرض کرتا ہوں۔

حافظہ اور ذہانت

آپ کے نہایت ہی اعلےٰ حافظہ اور ذہانت کے متعلق دُوسرے بزرگوں نے کافی روشنی ڈال دی ہے۔ اس لئے مجھے اس کے متعلق زیادہ عرض نہیں کرنا۔ صرف ایک دو مثالیں احباب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ دُنیا میں حافظِ قرآن لاکھوں ہیں۔ لاکھوں گذر چکے۔ اور لاکھوں آئندہ ہونگے۔ مگر میرے خیال میں علامہ مرحوم میں ایک دو ایسی خصوصیات تھیں۔ جو حفاظ میں عموماً نہیں پائی جاتیں۔ مثلاً آپؓ نہ صرف قرآن کریم کے حافظ تھے۔ بلکہ آپ کلام مجید کا ترجمہ تحت اللفظ بھی بغیر متن پڑھنے کے اُسی روانی کے ساتھ کر سکتے تھے۔ گویا آپؓ قرآن پاک کے ترجمہ کے بھی حافظ تھے۔ پھر ایک اور عجیب بات آپ میں یہ تھی۔ کہ آپ تلاوت کرتے وقت پچھلی آیات بھی بتا سکتے تھے۔ عام طور پر حافظ ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ آگے آگے پڑھتے جاتے ہیں۔ اور اگر ایک لفظ بھی رُک جائے۔ تو پھر نئے سرے سے پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر حافظ صاحب میں یہ کمال تھا۔ کہ آپ الگ الگ آیات بھی بتا سکتے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کلام الٰہی آپ کی ذہنی آنکھوں کے سامنے کھلا پڑا ہے۔ جس کی آپ تلاوت فرما رہے ہیں۔

قرآن کریم کے علاوہ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی بعض عربی کتب اور قصائد بھی حفظ تھے۔ چنانچہ شام میں جب آپ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی معیت میں تشریف لے گئے۔ تو ایک دن وہاں حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی کسی عربی کتاب کی ضرورت پڑی۔ جو تلاش کرنے پر نہ مل سکی۔ حضرت حافظ صاحب نے زبانی وہ کتاب سنانی شروع کر دی۔

آپ کا حافظہ ایسا تیز تھا۔ کہ نہ صرف عربی زبان کے کئی سَو اشعار آپکو حفظ تھے۔ بلکہ انگریزی کے (جو آپ بالکل نہ پڑھے ہوئے تھے) کئی الفاظ بھی آپ کو یاد تھے۔ ایک دن عاجز سے فرمایا۔ استاذی المکرم حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ دل کے مریضوں کو یہ نسخہ دیا کرتے تھے۔ اور نام کا تمام نسخہ سُنا دیا۔ انگریزی ادویہ کے نام ان کی ہیئت ترکیبی صحیح تلفظ اور صحت اعراب ادا کر دیئے۔ جس سے عاجز کو بہت حیرت ہوئی۔

آپ کی ذہانت کی ایک اور مثال یہ ہے۔ کہ آپؓ جب سفر لنڈن سے واپس آئے۔ تو گو آپ وہاں قریباً دو ماہ ہی رہے۔ مگر واپس آکر انگریزی کے معمولی فقرے بول سکتے تھے۔ چنانچہ عاجز جب امرتسر میں سپیشل گاڑی پر آپ کو ملا۔ تو مجھ سے انگریزی میں معمولی گفتگو فرمائی۔

قناعت

آپ کی قناعت اور توکل علے اللہ کا یہ عالم تھا۔ کہ باوجود معمولی تنخواہ اور دو بیویوں کے اخراجات کے بوجھ کے کبھی مال کی خواہش نہ کی۔ عاجز نے ایک دفعہ رمضان المبارک کے درس قرآن کی دن رات کی محنت شاقہ اور قابلِ رشک قربانی کو دیکھ کر عرض کیا۔ کہ حافظ صاحب اگر آپ پسند فرمائیں۔ تو میں دوستوں میں تحریک کروں۔ کہ رمضان المبارک کے اختتام پر (جیسا کہ دُوسرے شہروں میں بھی تراویح کے اختتام پر ہوتا ہے) کچھ رقم جمع کر کے آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا جائے۔ اس پر فرمانے لگے میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ مرکز کی بات باہر والوں کے لئے حجت ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس رسم کا یہاں ڈالنا میرے نزدیک ٹھیک نہیں۔

آپ کے صبر اور راضی برضائے الٰہی کی ایک مثال عاجز کو یاد ہے۔ غالباً جون سنہ ۱۹۲۴ء میں جب حضرت اقدس معہ بارہ حواریوں کے کانفرنس مذاہب کے لئے لنڈن تشریف لے جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ ان دنوں حضرت حافظ صاحب کے بھائی پیر برکت علی صاحب کی وفات کی خبر قادیان میں آپ کو پہونچی۔ اس دن مکرمی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے ہاں آپ کی دعوت تھی۔ (دعوت کیا تھی۔ چھُری کانٹے سے دائیں ہاتھ کے ساتھ مشق کرنی تھی۔) عاجز کو بھی حاضری کا شرف حاصل تھا۔ مگر میں نے دیکھا۔ باوجود ایک مشفق بھائی کی وفات کے جواب کا دایاں بازو تھا۔ آپ کے چہرہ پر رنج و ملال کے آثار ظاہر نہ تھے۔ گو دل غم میں ڈوبا ہوا تھا۔ مگر زبان پر صبر اور شکر کے کلمات تھے۔

روحانیت

آپ صاحب کشف بھی تھے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب ایک دفعہ آپ سبق پڑھ رہے تھے۔ تو بھوک نے تنگ کیا رعب کی وجہ سے رخصت نہ مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے رُوحانی مائدہ نازل فرما کر آپ کی تواضع کی۔ نماز تہجد باقاعدہ ادا فرماتے۔ ایک دن عاجز سے فرمایا۔ ایک دفعہ سفر میں مجھ کو بہت تکان ہو گئی۔ اور فکر ہوا۔ کہ آج تہجد کے لئے کیسے اٹھوں گا۔ اسی فکر میں سو گیا۔ آدھی رات کے بعد میرے منہ پر ایک خالی گلاس جو اوپر طاق میں پڑا تھا۔ زور سے گرا جس نے مجھ کو بیدار کر دیا۔ گویا اللہ تعالےٰ نے عین دو بجے زور سے ہوا چلا کر گلاس کو گرا دیا۔ تا اُس کا بندہ نماز تہجد ادا کرے۔ سبحان اللہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے محبت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کا آپ کو بہت فکر رہتا اور حتے الوسع کوئی ایسی خبر آپ تک نہ پہنچاتے۔ جس سے حضور کو صدمہ ہو۔ ایک دفعہ رمضان المبارک میں آپ کو پیچش کی شکایت ہو گئی۔ اور درس سے جلدی تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کی۔ کہ حضرت صاحب کو آپ کی تکلیف کا علم ہو گیا ہے۔ حضورؓ نے مجلس میں دریافت فرمایا تھا۔ تو مجھ سے فرمانے لگے۔ ان کو کس نے خبر دے دی۔ ان کو بہت تکلیف ہوگی۔ ان کی صحت پہلے ہی کمزور ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کو حافظ صاحب کا خیال

حضرت اقدس کو بھی آپ کی صحت کا بہت خیال رہتا۔ چنانچہ آپ کی دوسری شادی کی پہلے ایک ایسی لڑکی سے تجویز ہوئی جس کے متعلق حضور کو علم تھا کہ اس کو تپ دق ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "میں سلسلہ کے ایک قیمتی وجود کو خطرہ میں نہیں ڈالنا چاہتا"!

آخری خط

عاجز کو افریقہ آنے سے قبل بہت سی قیمتی نصائح فرمائیں۔ آپ کا آخری خط ۱۴ ر اپریل سنہ ۲۹ء کا لکھا ہوا عاجز کو ۱۴ ر مئی سنہ ۲۹ء کو ملا جس میں آپ نے لکھوایا:۔ "میری صحت اب محض خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ترقی کر رہی ہے...... قریباً ۵۰ قدم تک لاٹھی کے سہارے چل سکتا ہوں۔ .... امید ہے۔ وہ قادر خدا بہت جلد صحت دیگا...... تیل عازت کی مالش کی جاتی ہے........ یہ خدا کا فضل تھا۔ جو مجھ پر ہو گیا۔ ورنہ ایسی بیماری میں جانبر ہونا مشکل نظر آتا تھا........ آپ دُعا جاری رکھیں"! جس سے دل کو اطمینان ہوا۔ مگر افسوس یہ افاقہ عارضی تھا۔ جس کا انجام ہم نے دیکھ لیا۔ دل میں خواہش تھی۔ کہ رخصت پر قادیان جاؤنگا۔ تو حضرت حافظ صاحب سے کلام الٰہی سیکھوں گا۔ مگر افسوس کہ آخری دفعہ زیارت بھی نصیب نہ ہوئی۔ جس کا عمر بھر افسوس رہیگا۔

شاگردانِ حافظ صاحب کی ذمہ واریاں

ہم سے ایک قیمتی وجود جُدا ہو گیا۔ اب سوائے صبر کے چارہ نہیں۔ وہ تو ہم میں واپس نہیں آئے گا۔ بلکہ ہمیں ہی ایک ایک کر کے وہاں پہونچنا ہے مگر سوال یہ ہے۔ ہم کو آپ کی وفات کے بعد کیا کرنا چاہئے۔ سب سے پہلے ہمارا یہ اہم فرض ہے۔ کہ ہم اس مقدس کام کو پوری سرگرمی سے سرانجام دیں۔ جو کہ اس زبردست حامئی اسلام اور قومی ہیرو کا نصب العین تھا۔ یعنی تبلیغ اسلام۔ آپ نے گویہ فرمایا ہے۔ کہ "میرے شاگرد ہمیشہ تبلیغ کرتے رہیں"! مگر ہم میں سے کون ہے۔ جس کو آپ کا شاگرد کہلانے سے عار ہو۔ ہم میں سے کون ہے۔ جو آپ کے روحانی علوم کی بارش سے سیراب نہ ہوا ہو۔ اور جس نے کچھ نہ کچھ علم آپ سے حاصل نہ کیا ہو۔ پس میرے نزدیک جماعت احمدیہ کا ہر نوجوان آپ کا شاگرد ہے۔ اور آپ کی خدمات کا ممنون ہے اس لئے ہم سب کو تبلیغ کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہئے۔ تا ہم اپنے اس مقدس بزرگ کی آخری وصیت کو پورا کرنے والے ہوں۔ اور خدا کی رضا و حاصل کر سکیں۔

دینی خادموں کی قدر کرو

حضرت حافظ صاحب کی وفات سے ہم کو یہ سبق حاصل ہوتا ہے۔ کہ ہم دینی خادموں کی قدر کریں۔ خود بھی خدمت کریں۔ اور دُوسرے بزرگوں کی خدمات کی ان کی زندگی میں قدر کرنا سیکھیں

میرے نزدیک حضرت حافظ صاحب کی وفات جلدی ہوئی ہے۔ ہم کو ابھی اس مقدس وجود کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالےٰ کے کام حکمت سے خالی نہیں۔ اور ہم کو یہ بھی یقین ہے۔ کہ یہ سلسلہ حق ہے۔ اس لئے وہ اس بات کا محتاج نہیں۔ کہ کوئی شخص زندہ رہتا۔ تب ہی یہ سلسلہ چل سکتا۔ کیونکہ اس سلسلہ کی باگ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہ بہتر جانتا ہے۔ کہ کسی وجود کو کب تک زندہ رکھنا ضروری ہے۔ مگر جہاں تک ظاہری اسباب کا تعلق ہے میرا خیال ہے۔ حضرت حافظ صاحب کی عمر لمبی ہو سکتی تھی۔ کیونکہ میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ قوانین صحت کی پابندی یا خلاف ورزی سے انسان کی عمر کم و بیش ہو سکتی ہے۔ موت کا کوئی علاج نہیں۔ مگر ذیابیطس کا مرض بھی ایسا نہیں کہ انسان کو جلدی ہلاک کر دے۔ یہ ایک مزمن مرض ہے۔ جو کئی سالوں تک چلتا ہے۔ پس اے جماعت کے بزرگو اور بھائیو۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ دربار خلافت کا درخشندہ گوہر اور قومی ہیرو کیوں جلد ہی عصبی عوارضات (فالج وغیرہ) میں مبتلا ہو گیا۔ اس کی وجہ دماغی کام کی کثرت تھی۔ اس کی وجہ دماغی آرام کی کمی تھی۔ اور اس میں معمولی غذا۔ اور قادیان کی گلی کوچوں اور ماحول کی غیر تسلی بخش سینیٹری حالت بھی شامل تھی۔

اپیل

پس میں سب دوستوں کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ کوشش کر کے **ان قیمتی وجودوں کو جو آج ہم میں موجود ہیں۔ بے وقت جدائی سے بچالیں۔** قادیان کے سب کارکن نہایت قیمتی وجود ہیں۔ ان سب کو عام سرکاری دفتروں کے ملازمین سے بہت زیادہ دماغی کام کرنا پڑتا ہے۔ ان کو رخصت بہت کم ملتی ہے۔ دماغی آرام کا بہت کم موقعہ ہے۔ ان کی تنخواہیں قلیل ہیں۔ ان پر ذمہ داریاں اور مالی بوجھ (بوجہ چندوں۔ یتیموں اور بیواؤں کی پرورش) بہت زیادہ ہیں۔ ان کی غذا معمولی اور سادہ ہے۔ وہ سب روحانی ریاضتیں کرنے والے ہیں۔ اور پھر سب سے بڑھ کر بیت المال کی مقروض حالت کا ان کو فکر لاحق رہتا ہے۔ میرے دوستو (جو قادیان آکر ان تفصیلات کا عینی مشاہدہ نہیں کرتے) یہ حقیقت ہے۔ کہ قادیان میں خزانہ خالی ہونے کی وجہ سے کارکنوں کو کئی دفعہ دو دو ماہ کی تنخواہیں نہیں ملتیں۔ مگر اس مالی تنگی کے باوجود ان بزرگوں کے اخلاص اور قربانی کی یہ حالت ہے۔ کہ چندوں میں قادیان کی غریب جماعت ہم سب کو شرمندہ کر دیتی ہے۔ پس ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم اول تو چندوں میں باقاعدگی دکھا کر بیت المال کو قرض سے چھڑائیں۔ پھر اس کی مالی حالت کو بہتر بنائیں۔ تا مالی بوجھ دور ہو۔ اور معمولی گذارہ اور تفکرات کی وجہ سے ان کی صحت پر جو برا اثر پڑ رہا ہے وہ نہ پڑے پھر ہم میں سے بعض ایسے بھی ہوں۔ جو قادیان میں بطور والنٹیر کام کرنے کو تیار ہوں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ کارکنوں کو آرام کرنے کا موقعہ مل جائے گا۔ اور ان کو سال میں ایک دو ماہ رخصت مل جایا کرے گی۔ جس سے ان کی صحت پر بوجھ نہ پڑے گا۔ یہ عاجز سب سے پہلے اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کرتا ہے۔ رخصت کے ایام میں جو کام حضرت خلیفۃ المسیح عاجز سے لینا چاہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ خوشی سے کروں گا۔

قادیان کی سینیٹری حالت کی درستی

تیسری بات جس کا ہمارے بزرگوں کی صحت پر برا اثر پڑ رہا ہے۔ وہ قادیان کے گلی کوچوں کی غیر تسلی بخش صفائی ہے۔ اس کے متعلق میں سمال ٹاؤن کمیٹی کے ممبروں کی خدمت میں عرض کروں گا۔ کہ وہ اس کو بہتر بنانے کے لئے کوشش کریں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے۔ کہ کس طرح گندی نالی کے اوپر میز لگا کر کوئی بزرگ قرآن کا انگریزی ترجمہ کر رہا ہے۔ کوئی تفسیر لکھ رہا ہے۔ اور کوئی دنیا کو فتح کرنے کے متعلق تجاویز سوچ رہا ہے۔ یہ سب بغیر فضل الٰہی کے ناممکن ہے۔ اگر کوئی اسباب پرست ان حالات کو دیکھے۔ تو سر پیٹ لے۔ ہم میں سب سے زیادہ قیمتی وجود اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ ہیں۔ آپ کی صحت بھی عموماً خراب رہتی ہے۔ جس کی وجہ بھی کثرت دماغی کام۔ مالی بوجھ کا غم اور قادیان کی صفائی وغیرہ کے لحاظ سے خراب حالت ہے۔ پس جہاں ہم دعاؤں کے ذریعہ حضور کی صحت کے لئے التجا کرتے ہیں۔ وہاں ہمارا یہ بھی فرض ہے۔ کہ ظاہری اسباب کی بھی رعایت رکھیں۔ یعنی چندوں کو بڑھا کر حضور کو مالی فکر سے نجات دیں اور قادیان کی سینیٹری حالت کو درست کرنے میں بھی کوشاں ہوں۔

طبی انتظام کی ضرورت

آخر میں مجھے صدر انجمن احمدیہ سے بھی عرض کرنا ہے۔ اور وہ یہ کہ جلد سے جلد قادیان میں ایک دو قابل اور تجربہ کار ڈاکٹروں کا اضافہ کیا جائے۔ نور ہسپتال کا موجودہ سٹاف بالکل ناکافی ہے۔ اس سے قبل حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ہم سے جدا ہوئے۔ اور آپ کی مرض کی تشخیص بے وقت ہوئی۔ قادیان کے سب وجود نہایت قیمتی ہیں۔ اور ان کی صحت کا اعلیٰ ہونا نہایت ضروری ہے۔ ان کو بار بار طبی مشورہ لینا چاہیئے۔ تا کہ شدید عوارضات پیدا ہونے سے قبل ان کو آگاہ کر دیا جا سکے۔ کیونکہ انتہائی عصبی ضعف ہو جانے کے بعد علاج بے سود ہے۔ جہاں تک مجھ کو علم ہے۔ حضرت حافظ صاحب کی آخری علالت کے موقعہ پر بھی کوئی مستند ڈاکٹر موجود نہ تھا۔ کیونکہ مکرمی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بھی حضرت اقدس کی معیت میں کشمیر تھے۔ کیسی افسوس کی بات ہے۔ کہ ایسے قیمتی وجودوں کو قابل ڈاکٹر بھی علاج کے لئے مہیا نہ ہو سکیں۔ پس عرض ہے۔ کہ طبی امداد کے لئے قادیان میں اپ ٹو ڈیٹ سامانوں کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ تا کہ ہم ان قیمتی وجودوں کی بے وقت جدائی کے صدموں سے محفوظ ہو جائیں۔

خاکسار محمد شاہ نواز۔ ایم۔ بی۔ ایس۔ یوگنڈا۔

مَعْ بمعنی مِنْ

مکرمی سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے کشتی نوح کے عربی ترجمہ کے مقدمہ میں مسئلہ امکان نبوت پر مفصل بحث کی ہے۔ اس مقدمہ پر ایک شامی ڈاکٹر نے مختصر رد لکھکر بھیجا۔ جس کا مفصل جواب اسے روانہ کر دیا گیا۔ چونکہ اس رد میں بعض اعتراضات لائق توجہ ہیں۔ لہٰذا میں نے مناسب سمجھا۔ کہ ان کا جواب بغرض افادہ عامۃ الناس ہدیہ ناظرین کروں۔

شاہ صاحب نے آیت ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ کہ مَعْ اس آیت میں بمعنی مِنْ وارد ہوا ہے۔ یعنی جو لوگ خدا اور رسول کی اطاعت کریں گے۔ وہ منعمین علیہم سے ہونگے۔ جیسا کہ آیۃ وتوفنا مع الابرار میں مَعْ بمعنی مِنْ استعمال ہوا ہے۔ کہ ہمیں ابرار میں سے ہونے کی حالت میں وفات دینا۔ اور مِنْ کی بجائے مَعْ اس لئے لایا گیا۔ تا مِنْ کی تکرار لازم نہ آئے۔

معترض کہتا ہے۔ اگر مِنْ کی بجائے مَعْ بخوف تکرار وقوع مِنْ لایا گیا ہے۔ تو اَوْلیٰ یہ تھا۔ کہ دوسرے مِنْ کی جگہ مَعْ ذکر کیا جاتا۔ کیونکہ تکرار دوسرے مِنْ سے لازم آتی ہے۔ نہ کہ پہلے مِنْ سے پس آیت یوں ہونی چاہئے تھی۔ فاولٰئک من الذین انعم اللہ علیھم مع النبیین والصدیقین الخ

میں نے جواباً لکھا۔ آیت میں دوسرا مِنْ تبیین کے لئے ہے۔ اور مِنْ کے بمعنی تبیین ہونے کی علامت یہ ہے۔ کہ اس سے پہلے ایک چیز مبہم محتاج الی التفسیر مذکور ہوتی ہے۔ نیز اس کی جگہ موصول کا لایا جانا درست ہوتا ہے۔ جیسا کہ آیت فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں مِنْ تبیین کے لئے ہے جس کی ترکیب معنوی لحاظ سے اس طرح ہے۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان ای الذی ھو الاوثان۔ اسی طرح آیت متنازعہ فیہا میں بھی دوسرا مِنْ تبیین کے لئے ہے۔ جس کے پہلے انعم اللہ علیھم مبہم محتاج الی التفسیر ہے۔ کہ وہ منعمین علیہم کون لوگ ہیں۔ اور اسی لئے مِنْ کی بجائے موصول کا لایا جانا بالکل صحیح ہے۔ اور ترکیب عبارت یوں ہوگی۔ فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین ای الذین ھم النبیون والصدیقون والشھداء والصالحون۔ اور مَعْ بمعنی تبیین کا استعمال لغت عربی میں نہیں پایا جاتا۔ اس لئے مَعْ کا دوسرے مِنْ کی جگہ لانا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ مخل مطلب تھا۔ اور اس صورت میں ان لوگوں کے معنی زیادہ وضاحت سے ثابت ہو سکتے تھے۔ جو اس آیت سے عدم امکان نبوت فی خیر الامۃ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اور آیت کی معنی یوں ہوتے۔ کہ جو خدا اور رسول کی اطاعت کریں گے۔ وہ منعم علیہ تو ہوں گے۔ مگر نبیوں اور صدیقوں کے ساتھ ہوں گے۔ یعنی وہ باوجود منعم علیہ ہونے کے مرم۔ نبوت وصدیقیت وغیرہ کا مرتبہ نہ پائیں گے۔ مگر اب یہ معنے صحیح نہیں ہو سکتے۔ اس لئے۔ کہ اگر مَعْ کے معنے صرف معیت اور رفاقت کے لیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ وہ منعمین علیہم نہ ہوں گے۔ بلکہ ان کے ساتھ ہوں گے۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ معنی کسی طرح بھی قابل پذیرائی نہیں ہیں۔ کیونکہ ضروری ہے۔ کہ امت محمدیہ ان تمام نعمتوں کی کامل طور پر وارث ہو۔ جن سے امم اولےٰ متمتع ہوئیں۔ اور یہی بات ہے۔ جو ہمیں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کی قراءت کا ارشاد ہوا۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ سے بگریہ و تضرع منعمین علیہم کا رستہ طلب کریں۔ تا ہم بھی اس مقدس گروہ میں شامل ہوں۔ پس دوسرے مِنْ کے عوض مَعْ کا لانا کسی طرح بھی درست نہیں تھا۔ فافہم۔

جلال الدین شمس احمدی از حیفا۔ فلسطین۔

مولوی عبداللہ صاحب کشمیری پر بابیت کا اثر

۱۰ر ستمبر کے الفضل میں جو یہ لکھا گیا تھا۔ کہ مولوی عبداللہ کشمیری بہائیت سے بہت حد تک متاثر معلوم ہوتے ہیں۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے ۱۹ر ستمبر کے پیغام صلح میں لکھا ہے "بہائیت سے متاثر ہونا تو یہ معنے نہیں سمجھا۔ اگر دوسرے مذاہب سے واقفیت پیدا کرنا۔ اور جو خوبی ہو اس کا اعتراف کرنا ناجائز ہے تو ہم معذور ہیں" جواباً گذارش ہے آپ بہائی مذہب کی خوبی کا اعتراف شوق سے کریں ہم کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ نظر اپنی اپنی۔ پسند اپنی اپنی۔ لیکن اسلام اور احمدیت کے لباس میں بابیت کی اشاعت نہ فرمائیں کیونکہ یہ صریح منافقت ہے کہ انسان کے دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ۔ یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم۔ جب آپ کو بابیت میں خوبی نظر آتی ہے تو ڈر کس بات کا ہے کھلم کھلا اپنی بابیت کا اظہار کیوں نہیں فرماتے؟ ہاں یہ بھی فرمائیے۔ کیا آپ کو ابھی تک بابیت میں کوئی نقص و عیب نظر نہیں آیا۔ اگر آیا ہے تو آپ نے اس کا اظہار کیوں نہیں کیا؟ خوبی کے ساتھ نقص کا اظہار بھی فرماتے تا معلوم ہوتا آپ بابیت سے متاثر نہیں۔ ہر دفعہ بابیت کی خوبی کا اظہار کرنا اور نقص نہ دکھانا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ بابیت سے متاثر ہیں۔ کیا ویدک دھرم اور عیسائیت میں کوئی خوبی نہیں؟ اگر ہے تو آپ نے کیوں ان مذاہب کی خوبیوں کا اس طرح کبھی اظہار نہیں کیا۔ جس طرح آجکل بہائیت کی خوبیوں کی اشاعت کر رہے ہیں۔ کیا یہ آپ کے بہائیت سے متاثر ہونے کا ثبوت نہیں؟

آپ اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں "بابیوں کے اصول اور دلائل بلا تاویل صاف اور واضح ہیں جن میں کوئی دھوکا نہیں" فرمائیے آپ کی یہ تحریر کیا اس بات کا ثبوت نہیں کہ آپ بہائیت سے بہت حد تک متاثر ہو چکے ہیں بہائیت کے "اصول اور دلائل" کو "بلا تاویل صاف اور واضح" مانتے ہوئے آپ کا منہ نہیں کہ بہائیت سے اپنے متاثر ہونے کا انکار کریں۔ پھر آپ لکھتے ہیں "بابیوں کے وجود سے اسلام اور مسلمانوں کو کوئی مذھبی یا سیاسی نقصان یا خطرہ نہیں" یہ بھی آپ کے بہائیت سے متاثر ہونے بلکہ بہائی ہونے کا ثبوت ہے۔ کیا شریعت اسلام کو مٹا کر بہائی شریعت کو جاری کرنا۔ قرآن مجید کو منسوخ قرار دینا۔ اور باب و بہاء اللہ کو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل کہنا۔ مکہ شریف کے بجائے بہاء اللہ کی قبر کو قبلہ بنانا وغیرہ وغیرہ" اسلام اور مسلمانوں کا کوئی مذھبی یا سیاسی نقصان نہیں"؟

مولوی صاحب بہائیوں کی تعریف کرتے ہوئے اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں "بہائیوں نے علیحدہ دین بنا کر بھی دنیا میں امن اور صلح اور محبت کا پھیلانا اپنا مشن بنا لیا ہے۔۔۔۔ انکو کسی سے پرخاش نہیں" "پرخاش" کی بھی خوب کہی۔ کیا بہاء اللہ کا اپنے بھائی مرزا یحییٰ صبح ازل کو شیطان۔ کذاب اور دجال کہنا۔ اس کے مریدوں کو اپنے آدمیوں سے قتل کرانا۔ امن۔ صلح اور محبت ہے؟ اگر اسی کا نام امن صلح اور محبت ہے تو آپ کو مبارک رہے۔

کیا آپ کا اس قسم کی غلط اور جھوٹی تعریف کرنا آپ کے بہائیت سے متاثر ہونے کا ثبوت نہیں؟ جبکہ اہل بہاء کو اپنا مذہب چھپائے رکھنے کی بھی تعلیم دی گئی ہو۔ چنانچہ بہاء اللہ اپنے ایک مبلغ کو تلقین کرتا ہے۔ "اُستُر ذھبک و ذھابک و مذھبک" بہجۃ الصدور ص۳۳ کہ جہاں جاؤ اپنا مذہب اور مال ہمیشہ چھپائے رکھو پس کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ بھی اسی تعلیم پر کاربند ہو کر بہائیت سے اپنے متاثر ہونے کا انکار کر رہے ہوں؟

اور اب تو آپ اپنے بہائی ہونے کا انکار کر ہی نہیں کر سکتے۔ جبکہ ایک بھرے ہوئے مجمع کے روبرو اعلان کر چکے ہیں کہ

"مرزا صاحب کے وجود سے اسلام کو اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا کہ نقصان پہنچا ہے۔ ان کی وجہ سے مسلمانوں میں تفرقہ بڑھ گیا ہے۔ ان کے بیانات و اقوال میں ہزارہا غلطیاں ہیں۔ ان کے الہامات مشتبہ ہیں۔ انکی بہت سی پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ اور بعض پیشگوئیوں کا نفس نے کے ساتھ ذکر کر کے انکی تکذیب کی۔ اور ایک پیشگوئی کے متعلق تو یہاں تک کہا کہ اس کے جھوٹا ہونے پر زمین اور آسمان گواہ ہیں۔ اور مرزا صاحب کے جھوٹا ثابت ہونے میں نہ صرف کوئی نقصان نہیں۔ بلکہ اس میں فائدہ ہے"

فرمائیے یہ آپ کے بہائیت سے متاثر ہونے کا ثبوت ہے یا نہیں؟

آپ لکھتے ہیں "بہاء اللہ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ مامور من اللہ و مبعوث من عند اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے" شکر ہے کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔ آخر آپ نے ہمارے دلائل کی پختگی کو دیکھ کر مان لیا کہ "بہاء اللہ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا" رہا اس کا مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ۔ سو اس کے متعلق واضح رہے۔ مامور من اللہ۔ اصطلاح میں نبی۔ رسول۔ امام۔ خلیفہ اور مجدد۔ کو کہتے ہیں۔ اور اس لفظ سے مراد ہمیشہ ہی پاک لوگ ہوتے ہیں۔ سو نبوت و رسالت کا مدعی بہاء اللہ کو تو آپ نہیں کہتے۔ رہا اس کا مجدد۔ امام اور خلیفہ ہونا۔ اس کے لئے فضلاء بہائیت کے اقوال پڑھئے۔ مرزا ابوالفضل لکھتا ہے۔

"مقام او مقام نیابت و خلافت و امامت نیست بل ظہور کلی الہی است" الفرائد ص۲۸۲ کہ بہاء اللہ نے نبی خلیفہ اور امام ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ "بالوہیت حی لایزال بے مثال جمال قدم مذعن و مطمئن گشتیم" بہجۃ الصدور ص۳۳ کہ ہم بہاء اللہ کو حی لایزال خدا یقین کرتے ہیں۔

رسالہ کوکب ہند کا بہائی ایڈیٹر لکھتا ہے "حضرت بہاء اللہ کا دعوےٰ وہ دعویٰ ہے جو کسی صادق یا غیر صادق نے آجتک نہیں کیا" لیجئے اس حوالہ سے بہاء اللہ کے دعوئ ماموریت کی بھی نفی صاف نکل آئی۔ کیونکہ بہاء اللہ سے قبل ہزاروں لوگوں نے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن بہاء اللہ کا دعویٰ وہ دعویٰ ہے۔ جو کسی صادق یا غیر صادق نے آجتک نہیں کیا۔ فرمائیے کیا مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ بہاء اللہ سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو بہاء اللہ کا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا نہ ہؤا۔ مجدد کی ذیل میں بہاء اللہ نہیں آسکتا کیونکہ مجدد کے لئے سرِ صدی پر ہونا شرط ہے۔ جو بہاء اللہ میں نہیں پائی جاتی۔

آپ لکھتے ہیں "اگر حضرت مرزا صاحب مجدد ہیں تو بہاء اللہ یا سوئی اور مقابلہ میں نہیں آسکتا۔ لیکن اگر آپ کو نبی بنایا جائے تو علامات خاصہ میں بہاء اللہ سے مقابلہ ضروری ہے"

عجیب بات ہے ایک طرف تو آپ بہاء اللہ کے نبی ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی ہونے کی صورت میں آپ کے مقابلہ میں کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر بہاء اللہ کا دعوےٰ نبوۃ کا نہیں تھا۔ بلکہ ایسا دعویٰ تھا۔ جو کسی صادق نے تو الگ رہا۔ کسی غیر صادق نے بھی آجتک نہیں کیا۔ تو پھر اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل کیا نسبت؟

مولوی عبداللہ صاحب نے اپنی بہائیت پر پردہ ڈالے رکھنے کے لئے جہاں بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ وہاں ایک ایسے فقرہ کو لے کر جس کا مفہوم ان کے ٹریکٹ میں موجود ہے بیہودہ گوئی میں بھی بہت بڑھ گئے ہیں۔ ہم اسے نظر انداز کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ جس بات کا انہوں نے انکار کیا ہے۔ اور جس پر انہوں نے اتنا زور دیا ہے وہ انکے اپنے الفاظ میں موجود ہے۔ چنانچہ

مولوی صاحب لکھتے ہیں:-

"یہ بات کہ میرے ٹریکٹ میں لکھا ہے کہ بہاء اللہ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے محض شریفانہ غلط بیانی ہے۔ اس میں ہرگز یہ فقرہ لفظاً یا معناً موجود نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف یہ مضمون ہے کہ بہاء اللہ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔۔۔۔۔ بہائیت میں نبوت کی اصطلاح نہیں"

یہ شریفانہ غلط بیانی کس نے کی ہے۔ سنئے یا خود مولوی صاحب سے سنئے اس کے لئے مولوی صاحب کے ٹریکٹ کی مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

"قادیانی اور بابی اس اصول میں متفق ہیں کہ آیت خاتم النّبیین کا مطلب نبوت کا بند ہونا نہیں بلکہ اجرائے نبوت ہے"۔

کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں ہے؟ کہ جس طرح "قادیانی" حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ اسی طرح بابی اور بہائی "بہاء اللہ" کو نبی مانتے ہیں۔ اگر بہائی کسی کو نبی نہیں مانتے۔ تو ان کے نزدیک بقول مولوی عبداللہ صاحب کے "آیت خاتم النّبیین کا مطلب اجرائے نبوت کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس ہم نے کوئی غلط بیانی نہیں کی بلکہ مولوی صاحب کی عبارت سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ بہاء اللہ نبوت کا مدعی تھا۔ فرمائیے مندرجہ بالا عبارت میں یہ فقرہ معناً موجود ہے یا نہیں؟ خدا کی شان ہے۔ جو الزام مولوی صاحب نے ہم پر لگایا تھا۔ اسی کے خود بھی مرتکب ہوئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

"میرے ٹریکٹ میں اسکے خلاف یہ مضمون ہے کہ بہاء اللہ نے نبوۃ کا دعویٰ نہیں کیا"

حالانکہ یہ فقرہ ٹریکٹ میں کسی جگہ نہیں۔ بلکہ اسکے خلاف یہ مضمون ہے کہ "بابی یا بہائی نیز انکے شاگرد قادیانی متفق ہیں کہ وحی نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری ہے"

کیا مولوی صاحب ان الفاظ سے یہ مفہوم نہیں ہوتا؟ کہ بہائی لوگ بہاء اللہ کو نبی و رسول مانتے ہیں۔ اور اس طرح "وحی نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری" کرتے ہیں۔

اخبار مباہلہ اور غیر مبایعین

هداك الله قد جادلت بغضاً
وجاوزت المديانة فى الجدال

پیغام کے "حضرت امیر ایدہ اللہ" اور آپ کے "مخلص" احباب نے جس طرح فتنہ مستریاں کو کامیاب بنانے اور "مباہلہ" جیسے رسوائے عالم پرچے کی اشاعت بڑھانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ کوئی صاحب بصیرت انسان اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ اور جس طرح انہوں نے مخفی سے مخفی طریق پر خدا تعالٰے کے مقرر کردہ خلیفہ اور حسن و احسان میں حضرت مسیح موعودؑ کے نظیر سیدنا محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات ستودہ صفات پر نہایت کمینے فحش اور دلآزار حملوں کی اشاعت کی۔ اور معاندین احمدیت و دشمنان انسانیت کی ہر ممکن طریق پر مدد کی۔ وہ ہر ایک شریف اور مہذب انسان کے نزدیک قابل مذمت اور سزاوار ملامت ہے بہتر تھا۔ کہ ان شرمناک حرکات کو سکوت اختیار کر کے "طاق نسیاں" پر رکھا رہنے دیا جاتا۔ مگر پیغام کے "حضرت امیر ایدہ اللہ" نے اپنے پُر افتراء کذب اعلان میں اس سے کلی طور پر انکار کر کے ان کے افشاء کے سامان بہم پہنچا دیئے۔

یہ بات شمس نصف النہار کی طرح ظاہر ہے۔ کہ جس جگہ گروہ پیغام کا ایک ممبر بھی موجود ہے۔ فتنہ مستریاں اسی کے توسط سے اشاعت پذیر ہوا ہے۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ کھاریاں۔ اور دیگر مقامات کے حالات اس پر شاہد ناطق ہیں۔ اس کی مزید تائید اور امیر پیغام کی غلط بیانی کو اور واضح کرنے کے لئے گجرات کے مندرجہ ذیل واقعات کافی ہیں:۔

(۱) ۱۹۲۸ء میں جبکہ مستریوں نے اخبار "پیغام حق" ابھی قادیان سے نیا نیا جاری کیا تھا۔ مستری محمد زاہد مع ایک پیغامی مبلغ کے گجرات اخبار مذکور کے خریدار بنانے اور فتنہ کی اشاعت کرنے کیلئے آیا۔ اور چوہدری محمد حسین چیمہ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل غیر مبایع کے مکان پر فروکش ہوا۔ اور انہی کی معیت میں مسجد احمدیہ میں آ کر جماعت کے بعض احباب کے ساتھ گفتگو کی۔

(۲) جناب میر محمد نذیر احمد صاحب تمیمی (غیر احمدی) نے مجھ سے بیان کیا کہ امسال یکم جون جلسہ ۲ جون سے ایک رات قبل مسٹر بدیع الزمان صاحب گیکاڈس بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل (غیر احمدی) کے مکان پر رات کے ۹ بجے جبکہ گیکاڈس صاحب کی بیمار پرسی کیلئے چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ وہاں گئے۔ اور دو تین اور آدمی بھی وہاں موجود تھے۔ چوہدری صاحب نے پہلے تو ۲ جون کے جلسہ کی مخالفت کی۔ پھر اخبار "مباہلہ" کا پرچہ نکال کر پڑھکر سنانے لگے۔ اخبار سنا چکنے کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان کی شان میں نہایت سخت اور دلآزار الفاظ بولنے لگے۔ جنکو ایک شریف انسان سپرد قلم بھی نہیں کرسکتا۔ انہوں نے یہ بھی کہا۔ "جو کچھ اخبار مباہلہ والوں نے لکھا ہے۔ ٹھیک ہے۔ دراصل میاں صاحب ایسے ہی ہیں"۔ گیکاڈس صاحب کو مباہلہ کا خریدار بننے کی بھی تلقین کی۔

یہ ایک غیر احمدی کا چشم دید واقعہ ہے۔ کیا اسکی موجودگی میں بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ اہل پیغام نے اس فتنہ کی اشاعت میں کچھ حصہ نہیں لیا۔ اور یہ کہ فتنہ مستریاں سے "ہمیں (اہل پیغام کو) وہی نقصان پہنچ رہا ہے جو ان کی جماعت (جماعت قادیان) کو پہنچ رہا ہے۔ کیونکہ بدنام تو سارا سلسلہ ہو رہا ہے" پیغام ۱۷ جولائی۔

یاد رہے۔ یہ چوہدری محمد حسن وکیل پیغامی جماعت کی "چوٹی" کے ممبروں میں سے ہیں۔ اور ہر سال پیغامیوں کے سالانہ جلسہ پر لاہور میں انکی تقریر ہوا کرتی ہے۔ علاوہ ازیں الفضل کے خلاف جو استغاثہ دائر کیا گیا تھا۔ اس میں یہ چوہدری صاحب انکی طرف سے وکیل تھے۔ پس "حضرت امیر ایدہ اللہ" یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ان کا یہ فعل غیر ذمہ وارانہ تھا۔

کیا ان روشن واقعات کی موجودگی میں بھی اس بات کے سمجھنے میں ذرہ بھر شک رہ جاتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت غیر مبایعین نے اپنی اور اپنی جماعت کی فتنہ مستریاں سے بے تعلقی جتلانے میں کذب صریح کا ارتکاب کیا ہے۔

ع:۔ وقد بانت ضلالتهم دلو القوا المعاذير اد ملکہ عبدالرحمٰن خادم؛ (گجراتی)

عور فرمائیں
آپکے فائدہ کی بات ہے

خونی بواسیر کے وہ احباب جن کے مسّے دو دو مثل مکڑی کی سوئی کے آ ویزاں ہوں یا وہ اصحاب جن کی بروقت اجابت آنت باہر نکل آتی ہو مریض کو اپنے ہاتھ سے اندر کرنی پڑتی ہو۔ یہ دو شکل بواسیر سخت تکلیف دہ ہیں ایسے مریض یہاں تشریف لائیں ہفتہ عشرہ میں اور بلا تکلیف اور بلا ضائع خون مسّے نکال دئے جائیں گے بعد صحت ان سے مبلغ ...روپیہ لئے جائینگے۔ یہاں رہائش کے ایام میں خرچ ان کا اپنا ہوگا۔

خوشخبری

خنازیر کے مریض جن کی گردنوں اور بغلوں میں گلٹیاں ہوں۔ یا زخم ہوں۔ پیپ بہتی ہو۔ یہاں تشریف لائیں صرف خوردنی دوائی سے تین ہفتہ میں زخم خشک۔ گلٹیاں غائب ہو جائیں گی۔ باقی عمر ہمیشہ کے لئے تا زندگی مرض مذکورہ سے نجات ہوگی۔ بعد صحت مبلغ پندرہ روپے لئے جائیں گے خواہ قیمت دوائی خیال فرمائیں یا ۲۰ - ۲۲ روز ملاحظہ ڈاکٹری کی فیس خیال فرمائیں۔ وہ بھی بعد صحت۔

موجد ادویہ

ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر
انڈیا اینڈ افریقہ قادیان

کشیدہ کاڑھنے کی مشین بیگمات کے لئے دلچسپ تحفہ

ناظرین والا تمکین کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ اپنی شریف بیگمات اور نیک بخت لڑکیوں کو بیکار نہ بیٹھنے دیں۔ ورنہ وہ سُست اور دائم المریض ہو جائیں گی۔ آپ ان کے لئے کشیدہ کاری کی مشین منگوا کر ان کو باسلیقہ بنائیں۔ مشین کا نقشہ آپ کے پیش نظر ہے۔ تھوڑے وقت اور ذرا سی محنت سے نہایت نفیس اور خوبصورت اونی ریشمی کشیدہ کاری نہایت اعلیٰ اور پائدار بنائی جاسکتی ہے۔ اس مشین سے کپڑوں پر اعلیٰ درجہ کے نقش بیل بوٹے۔ پھول پتے۔ تکیوں کے غلاف۔ بچوں کی ٹوپیاں۔ مخمل کی گرگابیاں۔ سلیپر جھالر اور کئی قسم کی گلکاری بنائی جاتی ہے۔ اس کا چلانا نہایت آسان ہے امیروں کے لئے زینت اور غریبوں کے لئے روزگار ہے۔ پرچہ ترکیب اُردو ہمراہ دیا جاتا ہے۔ نقالوں سے بچیں۔ قیمت درجہ اول ...۔ دوم ...۔ سوم ...۔ نقلی ...۔ محصول معاف۔

فہرست اشیاء متعلقہ مشین کشیدہ کاری

کشیدہ کاری کے گول فریم چکی دار دو روپے آٹھ آنے۔ درجہ اول دو روپے۔ درجہ دوم ایک روپیہ آٹھ آنے کشیدہ کی قینچی صرف ایک روپیہ آٹھ آنے۔ بارہ آنے اور آٹھ آنے۔ ریشمی دھاگے کی نلیاں ایک روپیہ درجن۔ اون مختلف رنگ کی پندرہ روپے فی پونڈ یا ۔/۲ فی گچھی۔ پیٹرن مختلف ڈیزائن فی عدد آٹھ آنے سے لے کر ایک روپیہ تک۔ چوبی فریم ایک روپیہ آٹھ آنے اور دو روپے۔ سوئی ۴ر فی عدد۔ ڈاک کا خرچ سامان کے علاوہ ہوگا۔ مشین کے ہمراہ سامان منگوانے پر محصول ڈاک معاف ہوگا۔

اسپیریل ناولٹی مارٹ (د ۹) پوسٹ بکس ۱۶۷ لاہور

تریاق معدہ و جگر

ہمارا تیار کردہ تریاق بفضلہ مندرجہ ذیل عوارضات کے لئے لاثانی دوا ہے۔ کوئی یونانی و ڈاکٹری مرکب جملہ فوائد میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اکثر اشخاص ضعف معدہ۔ ضعف جگر۔ دل کی دھڑکن۔ سر درد بوجہ کمی خون۔ عظم طحال۔ جلن ہاتھ پاؤں۔ زردی بدن۔ جلن سینہ۔ بے خوابی۔ قبض دائمی۔ ان عوارضات کے باعث اکثر مریض زندہ در گور نظر آتے ہیں موسم سرما میں قدرے آرام معلوم ہوتا ہے۔ جہاں گرمی کا موسم آیا تمام عوارضات آ دباتے ہیں۔ کوئی دن اور رات چین سے بسر کرنا نصیب نہیں ہوتا۔ صرف ایک ہفتہ کے قلیل عرصہ میں آثار صحت شروع ہو جاتے ہیں دو تین ہفتہ کے لگاتار استعمال سے زردی ولاغری دور ہو کر بدن چست و چالاک سُرخ مثل انار ہو جاتا ہے۔

تریاق معدہ و جگر سفوف کی شکل میں خوشبودار لذیذ شیریں سفرہ ہیک یا بدبو سے پاک بچوں۔ بوڑھوں۔ عورتوں اور مردوں کے لئے یکساں مفید ہے جس قدر دودھ گھی چاہو ہضم کر سکتے ہو۔ تندرست اشخاص جو کمی خون محسوس کرتے ہیں۔ وہ بھی اسے استعمال کر کے کافی خون پیدا کر سکتے ہیں۔ قیمت فی چھٹانک تین روپے آٹھ آنے۔ علاوہ محصول ڈاک۔ خوراک ۲ ماشہ ہمراہ دودھ۔ صبح و شام۔ مفصل پرچہ ترکیب ہمراہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔

حکیم محمد شریف احمدی موضع عمروالا براستہ بٹالہ ضلع گورداسپور

دی تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

کسی کاروبار میں روپیہ لگانا۔ جائداد اور زیورات پر ہزاروں روپیہ بند کرنے۔ بنکوں و ڈاک خانوں میں جمع کرکھنے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ تاج کمپنی لمیٹڈ۔ خوشبودار تیل سینٹ اور بناؤ سنگار کی دیگر اشیاء۔ نیز شربت عرق ادویات۔ بوٹ پالش۔ روشنائیاں وغیرہ کی تجارت بہت بڑے پیمانہ پر کرنے کے واسطے قائم ہوئی ہے۔ توقع ہے۔ کہ منافع پچیس فیصدی سالانہ سے کم نہیں رہیگا۔ حصّے کامیابی سے فروخت ہو رہے ہیں۔ اگر آپ بھی کچھ رقم اس نفع بخش تجارت پر لگانا چاہیں۔ تو آج ہی پراسپکٹس وغیرہ طلب فرمائیے۔ نوٹ حصے فروخت کرنیکے واسطے تراویح دربار سو آدمیوں کی ضرورت ہے

دی تاج کمپنی لمیٹڈ ریلوے روڈ لاہور

موقعہ کی زمین فروخت ہوتی ہے

قادیان ریلوے سٹیشن روڈ سے اڑھائی سو کرم کے فاصلہ پر بر لب سڑک ایک قطعہ زمین ۶ ½ کنال قابل فروخت ہے۔ اس کی قیمت بجائے ۱۶۰۰ روپے کے بالمقطع ۱۴۰۰ روپے کر دی گئی ہے۔ جو صاحب لینا چاہیں۔ فی الفور معاملہ طے کرلیں۔ خط وکتابت

معرفت مینیجر "الفضل" قادیان پنجاب

ضرورت ہے

ایسے مڈل و انٹرنس پاس کی جو جلدی گراف و اسٹیشن ماسٹری کا کام سیکھ کر گورنمنٹ ریلوے و محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنا پسند کریں۔ مفصل حالات دو آنہ (۲) کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں

المشتہر امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

"الفضل" میں اشتہار دینیکا بہترین موقعہ ہے

ہندوستان کی خبریں!

میرٹھ - ۲۷ر ستمبر - باشندگان میرٹھ کی آگاہی کے لئے ڈھول بجا بجا کر اور در و دیوار پر اشتہار لگا کر اعلان کیا گیا کہ گارڈن ہاؤس کی چار دیواری سے جہاں مقدمہ سازش میرٹھ کی سماعت ہو رہی ہے۔ نصف میل تک پانچ سے زیادہ آدمیوں کا اکٹھا ہونا یا اکٹھے ہو کر نقل و حرکت کرنا خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔

امرتسر - ۲۳ر ستمبر - سنٹرل سکھ لیگ کا بارھواں اجلاس ۱۳ر اکتوبر کو لائل پور میں ہوگا۔ مجلس استقبالیہ کے صدر گیانی کرتار سنگھ اور سیکرٹری سردار عالم سنگھ ہیں۔

امرتسر - ۳۰ر ستمبر - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے خواجہ عبدالرحمٰن غازی صدر کانگرس کمیٹی امرتسر و صدر مجلس خلافت صوبہ پنجاب کو دو سال قید بامشقت اور دو صد روپیہ جرمانہ کی سزا دی ؛

شملہ - ۲۶ر ستمبر - پنجشنبہ کو اسمبلی نے اجلاس برخاست کرنے سے قبل مشرقی افریقہ کے ہندوستانیوں کی تکالیف پر بحث و تمحیص کی۔ سر فضل حسین نے ایوان کو یقین دلایا۔ کہ مشرقی افریقہ میں ہندوستانیوں کے حقوق و مفاد کا تحفظ کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائیگی۔

بنارس - ۲۶ر ستمبر - سناتن دھرمیوں کے ایک فرقہ نے جو شاردا بل کے خلاف ایجی ٹیشن پھیلا رہا تھا۔ ایک مظاہرہ تیار کیا۔ اور میدان میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ رضاکاروں نے داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ جس پر فساد شروع ہو گیا۔ اینٹ پتھر برسنے لگے۔

پشاور - ۲۶ر ستمبر - اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سلیمان خیل جو غلزئی قبیلہ کا ایک نہایت اہم حصہ ہیں۔ اہل و عیال سمیت ڈیرہ اسماعیل خان میں وارد ہو گئے۔ افغانستان سے غلزئیوں کی روانگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہاں خانہ جنگی کے جلدی ختم ہونے کی کوئی امید نہیں ہے۔ کیونکہ غلزئیوں کی امداد کے بغیر مغربی افغانستان پر متحارب جماعتوں میں سے کوئی ایک جماعت بھی غلبہ حاصل نہیں کر سکتی۔

لکھنؤ - ۲۸ر ستمبر - آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے پنڈت جواہر لعل نہرو کو لاہور کانگرس کا صدر منتخب کر لیا ہے۔

شملہ - ۲۹ر ستمبر - میرٹھ سے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع ملی ہے۔ کہ مقدمہ سازش کے اسیران نے مقاطعہ جوعی ترک کر دیا ہے۔

سری نگر - ۲۶ر ستمبر - کل شام کو حضوری باغ میں مہاراجہ بہادر کو پارٹی دی گئی۔ قریباً ۶ بجے شام جنک پارام صاحب پرائیویٹ سکرٹری راجہ صاحب پونچھ کو پارٹی میں ایک طرف بلا کر مسٹر ویکفیلڈ صاحب نے موٹر میں بٹھا کر بھیجدیا۔ اور آپ کو دو انسپکٹران پولیس کی نگرانی میں قلعہ ہری پربت میں جا کر بند کر دیا گیا۔ شہر میں بڑی سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔ افواہ ہے۔ کہ بغاوت کا الزام عائد کیا گیا ہے۔

امرتسر - ۲۸ر ستمبر - ایک ہندو عورت جس کی عمر ۷۰ سال تھی۔ کوچہ لالہ دالا امرتسر میں اپنے مکان میں مقتول پائی گئی۔ گذشتہ رات کو اس کے مکان پر ڈکوؤں نے حملہ کیا۔ اور نقدی اور زیورات لے کر بھاگ گئے۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے

انبالہ - ۲۸ر ستمبر - ایک ہفتہ سے ٹڈی دل انبالہ کے ارد گرد آٹھ دس کوس میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہے۔ جس نے تمام فصلیں چٹ کر لی ہیں۔ درختوں کے پتے تک ٹڈی دل کھا گیا ہے۔ تمام علاقہ میں ہلچل مچی ہوئی ہے۔

امرتسر - ۱۷ر ستمبر - امرتسر کی سکھ عورتوں نے ایک سوسائٹی بنائی ہے۔ جس کا نام سکھ استری ست سنگ سبھا رکھا گیا ہے۔ جس کا کام سکھ عورتوں میں اصلاح کا کام کرنا ہوگا۔

شملہ - ۲۶ر ستمبر - لیجسلیٹو اسمبلی نے شاردا بل (بل انسداد شادی بچگان) منظور کر لیا ہے۔ بل ہذا گورنر جنرل کی منظوری کے بعد یکم اپریل ۱۹۳۰ء سے یعنی اب سے چھ ماہ بعد قانون کی صورت اختیار کرے گا۔

شملہ - ۲۸ر ستمبر - دو روز کی بحث کے بعد کونسل آف سٹیٹ نے شاردا بل بغیر کسی تبدیلی کے پاس کر دیا ہے۔ بل میں کئی ترمیمیں پیش کی گئیں۔ مگر وہ سب گر گئیں۔ اس مطلب کی ترمیم کہ بل کا اطلاق مسلمانوں پر نہ ہو۔ ۱۱ ووٹوں کی موافقت اور ۳۴ کی مخالفت سے گر گئی۔ تمام منتخب شدہ مسلم ممبروں نے اس ترمیم کے حق میں رائے دی۔

شملہ - ۲۸ر ستمبر - ۱۹۲۷ء کے انڈین فنانس بل میں قرار دیا گیا تھا۔ کہ خام چمڑے پر ۵ فیصدی محصول برآمد منسوخ کیا جائے لیکن اسمبلی میں ووٹ لینے پر منسوخی کی تجویز نامنظور کی گئی۔ اب گورنمنٹ نے محصول کے متعلق ایک کمیٹی بنائی ہے۔ جو اس بارہ میں تحقیقات کریگی۔

اگست کے آخری دنوں میں پنجاب کے مختلف دریاؤں میں جو سیلاب آئے۔ سرکاری طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ ان سے ۲۰۶ انسانی زندگیاں تلف ہو گئیں۔ اور ۱۱۴۸ مویشی مر گئے۔ ایک لاکھ ۹۲ ہزار ایک سو ۸۱ ایکڑ زمین کا فصل تباہ ہو گیا۔ ۶۹ ہزار ۸ سو ۷۴ مکانات برباد ہو گئے۔ ۱۱۴۸۷ مکانات پھٹ گئے۔

لاہور - ۲۵ر ستمبر - معلوم ہوا ہے۔ کہ مقدمہ سازش لاہور کے دو مفرور ملزم کیلاش پتی اور سدا شیو گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ مقدم الذکر کی گرفتاری کے لئے ساڑھے سات سو روپیہ انعام مقرر ہوا تھا۔ جھانسی میں ان دونوں کے پاس سے ایک ریوالور اور کچھ بم پائے گئے۔ اور ان میں سے ایک نے پولیس پر فائر کئے ؛

شملہ - ۲۹ر ستمبر - افغانستان سے جو تازہ ترین اطلاعیں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جرنیل نادر خان کا جدید لشکر جو ۱۶ ہزار سے زائد وزیریوں پر مشتمل ہے۔ بالآخر دو باندی خوشی کے راستے سے لوگرمہ روانہ ہو گیا ہے۔ عام خیال ہے۔ کہ یہ معرکہ آرائی فیصلہ کن ہو گی۔ اس نبرد آزمائی میں جرنیل نادر خان کامیاب ہو گئے۔ تو آپ کے لئے کابل پر حملہ آسان ہوگا۔ اور ناکامی کی صورت میں آپ برطانی سرحد پر چلے آنے پر مجبور ہوں گے۔

پشاور - ۲۸ر ستمبر - اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ پانچ ہزار نفوس کا ایک لشکر جرار جو وزیری - جدران - منگل جاجی - اور چکنی قبایل پر مشتمل ہے۔ وادی موگر کی مشرقی سمت سے کابل پر حملہ کرنے کے لئے علی خیل سے دو باندی کو روانہ ہو گیا ہے۔ اس لشکر کے پاس متعدد لیوس گنیں بھی ہیں

معلوم ہوا ہے۔ مذبح قادیان کے گرانے میں جو ملزم ماخوذ تھے مجسٹریٹ صاحب نے انہیں سے جس ۳ کے قریب کو ضمانت پر حوالات سے نکال دیا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں!

لندن - ۲۸ر ستمبر - مسٹر ریمزے میکڈانلڈ مسٹر گیبر یا نامی جہاز پر سوتھمپٹن سے آج امریکہ روانہ ہو گئے۔ مسٹر میکڈانلڈ نے رخصت سے پہلے حزب العمال کی کانفرنس کے نام ایک پیغام بھیجا۔ کانفرنس دو شنبہ کو برائٹن میں منعقد ہو رہی ہے۔ اس پیغام کا ملخص یہ ہے۔ کہ امریکہ اور انگلستان کی گفت و شنید ایک

ٹوکیو - ۲۶ر ستمبر - جاپان کے سیاسی حلقوں میں اس ایک حقیقت نے سنسنی پیدا کر دی ہے۔ کہ سر رشتہ ریلوے کے وزیر کے خلاف تعمیرات کی اجازت کے سلسلے میں ساٹھ ہزار پونڈ کی رشوت لینے کا الزام عائد ہوا ہے۔ ان الزامات کا اثر عام انتخابات پر ہوگا جو ۱۹۳۰ء میں ہونے والے ہیں ؛

ہانکاؤ - ۲۷ر ستمبر - ڈاکوؤں نے اچانگ میں بلجیم کے تین پادریوں کو قتل کر دیا ہے۔ اور بہت سا قیمتی مال لے کر فرار ہو گئے

یروشلم - ۲۷ر ستمبر - فلسطین میں عربوں نے یہودیوں کا بائیکاٹ شروع کر دیا ہے۔ جس سے یروشلم کے گورنر کو سخت تشویش لاحق ہو رہی ہے۔ گورنر نے بلدیہ کے صدر اور نائب صدر۔ بنکوں کے مینجروں اور صدر ایوان تجارت کی موجودگی میں یہودیوں اور عربوں کے وفود طلب کئے۔ اور سمجھوتہ کی شرائط پیش کیں۔ یہودیوں نے یہ شرائط منظور کر لی ہیں۔ اور عربوں سے نامہ و پیام ہو رہا ہے۔

ماسکو - ۲۸ر ستمبر - روس کی سائنس اکاڈمی نے سوویٹ کی اس تقدیم پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے جس میں جدید صنعتی اصلاحات کی رو سے پانچ دن کا ہفتہ اور چھ ہفتے کا مہینہ مقرر کیا گیا ہے۔ سال کے مہینوں کی تعداد غیر متبدل رہے گی۔

لندن - ۲۴ر ستمبر - معلوم ہوا ہے۔ کہ سلطان ابن سعود حجاز کے لئے ہوائی فوج کا ایک مرکز قائم کرنے کی غرض سے چھ برطانی ہوابازوں کی خدمت حاصل کرنے کے متعلق گفت و شنید کر رہے ہیں ؛

پیرس - ایک ۷۳ سالہ ضعیفہ کی بینائی کے عود کر آنے کے واقعہ نے ڈول کے ڈاکٹروں کو محو حیرت کر دیا ہے۔ اس کا نام میڈم درڈیر ہے۔ یہ عورت بالکل نابینا تھی۔ اور اپنی بھتیجی کے پاس رہا کرتی تھی اس کے نام جو خطوط آتے۔ انہیں اس کی بھتیجی اسے پڑھ کر سناتی چنانچہ ان ہی میں ایک نہایت درد انگیز خط موصول ہوا۔ تو بھتیجی نے بلند آواز سے پڑھ کر سنانا شروع کیا۔ ضعیفہ کو اس خط کے سننے سے شدید صدمہ ہوا۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب وہ آنسوؤں کو رومال سے پونچھ چکی۔ تو یہ معلوم کر کے اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ کہ اس کی بینائی کسی حد تک عود کر آئی ہے۔ اور اسے خفیف طور پر اردگرد کی چیزیں نظر آنے لگ گئی ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد اس کی بینائی میں آہستہ آہستہ اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ اور اب اسے ہر ایک چیز صاف و عیاں طور پر نظر آتی ہے۔ ڈاکٹروں کو خدا کی اس قدرت نے ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے ؛

(عبد الرحمٰن ... پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا)